فہرست مضامین

جلد ۵ | ۲۶ فروری و ۲ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ / شنبہ | مطابق ۱۴ و ۱۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۶۹ و ۷۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیر و عافیت ہیں۔ خاندان مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میں بھی خیریت ہے جناب پیر سراج الحق صاحب نعمانی جو سلسلہ سے بہت پرانا تعلق رکھتے ہیں۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد یہاں تشریف لائے ہیں۔

آج کل بارش کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے اگرچہ آسمان ابر محیط رہتا ہے۔ لیکن برسنے کی نوبت نہیں آئی۔ خدا تعالےٰ اپنا فضل کرے۔

اطلاع ۔ بعض موانعات کی وجہ سے اخبار کے دو نمبر اکٹھے شائع کرنے پڑے ہیں۔

(مینجر)

اخبار احمدیہ

غیر مبائعین سے قطع تعلق

ایک صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں پہنچا "بندہ بوجہ ابتلاء اختلاف عرصے حضور کی بیعت سے محروم ہو گیا تھا۔ بعد کثیر دعاؤں اور تحقیقات کے حق آپ کی جانب ثابت ہوا لہٰذا بذریعہ عریضہ ہذا جناب والا کی خدمت میں التماس ہے کہ بندہ کو اپنی بیعت میں شامل فرما دیں۔ اور عاجز کے لئے دعا کریں اور ایسی ترکیب بتلا دیں کہ اطمینان قلب حاصل رہے۔ فقط والسلام

(الراقم محمد عبدالاول از راولپنڈی)

غلط خبر کی تردید

نواب خاں صاحب سکنہ جہلم یہ اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ میرے متعلق سراج الاخبار جہلم نے جو یہ شائع کیا تھا۔ کہ میں احمدیت سے تائب ہو گیا ہوں۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے اخبار کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں۔

ریاست جلپور میں تبلیغ احمدیت کی ضرورت

ریاست جیپور کے مواضعات و دیہات میں چند مولوی صاحبان انگریزی علاقہ سے آکر روپیہ کمانے کی خاطر اکثر گشت لگایا کرتے ہیں۔ اگرچہ علمی لیاقت تو بہت کم ہوتی ہے لیکن ان کو دام تزویر سے کام لینا خوب آتا ہے۔ اور بعض کی شان تقدس تو صرف اسی قدر ہوتی ہے کہ

پھر دیکھو مرے ذی مریائی کا نمونہ
رکھدے کوئی پیمانہ صہبا مرے آگے

ریاست میں منظم آباد ایک تحصیل ہے۔ وہاں مرض طاعون شروع ہوا۔ تو مروجہ قصبہ سگریگیشن کے اصول کے مطابق باہر میدان میں جاکر خیموں اور جھونپڑوں میں جا بسے۔ لیکن قصبہ میں ایک محلہ ناگوری مسلمانوں کا تھا۔ یہ لوگ زراعت پیشہ اور غریب ہیں یہ بھی ارادہ رکھتے تھے کہ باہر چلے جائیں اس اثناء میں ایک مولوی صاحب اجمیر سے تصوف اور باطنی قوت کے مدعی آن پہنچے۔ مسلمانوں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ بے وقت تشریف لائے ہم سب لوگ تو اس وقت بیماری کی وجہ سے باہر جارہے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم اس کا کچھ فکر مت کرو۔ ہم اپنے علم اور باطنی قوت سے اس مرض کا دفعیہ کردیں گے۔ اگر تم کچھ خرچ کرو غرض ان سیدھے سادے مسلمانوں پر مولوی صاحب کا جادو چل گیا۔ اور انھوں نے تقریباً مبلغ ۴۰ روپیہ چندہ کرکے مولوی صاحب کے نذر کیا۔ وہ تو یہ رقم لیکر فرو ہوگئے۔ اور ان کو تھوڑا لوبان پڑھ کر دیگئے کہ اس کو روزانہ اپنے مکانات میں جلایا کرو۔ کیا مجال کہ طاعون تمھارے محلہ میں آجائے۔ چند روز بعد محلہ میں اس قدر پلیگ سے اموات ہوئیں۔ کہ قریباً دو تہائی مسلمان لقمۂ اجل ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون وہ اب مولوی صاحب کو بد دعائیں دیتے ہیں۔ کیا آجکل کے صوفیوں کی یہی شان باقی رہگئی ہے۔ کہ کوئی تو باطنی جہاد کا اعلان کرتا ہے۔ اور شہرت کا تاج اپنے سر پر رکھنا چاہتا ہے۔ کوئی دام تزویر سے اپنی معاش پیدا کرتا ہے۔

میری ان احمدی بھائیوں سے التماس ہے۔ کہ جو اپنی زندگی دینی خدمت کے لئے وقف کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کم از کم دو بھائی تو ضرور بالضرور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ سے اجازت لے کر شہر بے پور۔ آجائیں۔ کیونکہ یہاں تبلیغ کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

(نامہ نگار)

نظم

جذباتِ شوق

مسیح موعود احمد رسول کے ایک پرانے صحابی پیر سراج الحق نعمانی) کو دیکھ کر جو بارہ برس کے بعد وارد دارالامان ہوئے (اکمل)

اے مسیحا کے صحابی۔ مرحبا۔ خوش آمدی
جاں نوازِ اکملِ رنگیں نوا۔ خوش آمدی

واہ میرے واسطے لایا ہے کیا مضرابِ درد
سازِ دل یکسر ہوا نغمہ سرا۔ خوش آمدی

آکہ دریاد شہر خوباں دے ساغر زنیم
قصۂ ہجراں بگو ایں جابیا۔ خوش آمدی

کس کسنے جوگی بھیٔے۔ کس کس دوارے پر گئے
کیا کہیں دیکھا مرا "احمد پیا" خوش آمدی

آبلہ پائی نے چلنے میں کہاں تک کی مدد
اور کانٹوں نے دیا کیسا مزا۔ خوش آمدی

اس مرے کمسن پہ دیکھ آیا ہے کیا حسن شباب
حبذا لوٹ لے ساری بہاریں مرحبا خوش آمدی

دیکھ تو کیسی کھچی ہے۔ اس کے ابرو کی کمان
تیر مژگاں کا نشانہ دل بنا! خوش آمدی

ہے جوانی جوش پر زلفِ دوتا ہی دوش پر
تا کمر پہنچی تو کیا ہوگا؟ بتا!۔ خوش آمدی

مدہ بھری نیناں میں سرخی کی جھلک کہتی ہے کیا
آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھ سے بول جا خوش آمدی

آرہی تھی سب کو جس یوسف کی خوشبو دور سے
آج ہے ہر سو وہی جلوہ کناں خوش آمدی

بھائیوں کو کیوں نہ بھائی چھوٹے بھائی کی ادا
مختصر یہ آگئی۔ ان کی قضا۔ خوش آمدی

ہم نے کی ان کی دوا لیکن مرض بڑھتا گیا
دی نہ کچھ عسلِ مصفیٰ نے شفا خوش آمدی

ہم نے سمجھایا بڑا۔ لیکن نہ وہ سمجھے ذرا
اب انھیں سمجھے خدا۔ اپنی سنا۔ خوش آمدی

تو نے جن آنکھوں سے دیکھا شاہدِ مقصود کو
میں ان آنکھوں پر فدا۔ صل علیٰ۔ خوش آمدی

تو نے جن ہاتھوں سے مس جسمِ مطہر کو کیا
وہ مسِ دل کے لئے ہیں کیمیا۔ خوش آمدی

آکہ پھر افسانۂ عہدِ کہن تازہ کریں
پھر ہمیں اک دوسرا موقع ملا خوش آمدی

جاں کریں جاناں پہ قرباں قربِ حق حاصل کریں
اور اک دنیا کو اپنے عشق کا قائل کریں

بدر اور الحکم کے فائلوں کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ بنصرہ کی لائبریری میں بدر اور الحکم کے ۱۹۰۸ء تک کے فائلوں کی اشد ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں۔ یا ان میں سے کوئی فائل ہو۔ تو وہ قیمتاً یا کسی اور طرح ہم کو دے سکیں تو بہت جلد اطلاع دیں۔

خاکسار عطا محمد لائبریرین حضرت اقدس۔ قادیان

(بقیہ مضمون صفحہ ۶)

کی فہرست علیحدہ رہے۔ اور بطور شناخت کے ان کو مسلمان نہ کہا جاوے۔ بلکہ مصدقین کی اصطلاح سے نامزد کیا جائے۔" الفضل ۲۳۔ جون ۱۹۱۷ء

اب اس اعلان کے ہوتے ہوئے اگر جناب مفتی صاحب کسی کو رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پرانٹ ہونیکا اقرار لیتے ہیں۔ تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اور ان پر خواجہ صاحب کس منہ سے دھوکہ دینے کا الزام لگا سکتے ہیں۔ ہاں خواجہ صاحب اپنی دھوکہ دہی کا کیا جواب دیں گے۔ جو آجتک ایسے ہی لوگوں کو مسلمان ظاہر کرنے کی صورت میں دیتے رہے ہیں۔ جن کا ۴ سال کے بعد ۱۰۔ فروری ۱۹۱۸ء کے پیغام میں اس طرح اقرار کیا ہے۔ کہ "میں نے اپنے اقرار نامہ میں سے پرانٹ کا لفظ نکال دیا۔ اور منجر کا رکھا" چاہیے تو یہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب اپنی غلطی کا اقرار کرتے۔ لیکن وہ الٹا جناب مفتی صاحب کے ذمہ لگاتے ہیں۔ اس کے متعلق ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" اس کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۶ فروری - ۲ مارچ ۱۹۱۸ء

احمدیان کٹک پر مظالم کرنیوالوں کی حمایت

کیا ہم انسانی سلوک کی بھی امید نہ رکھیں؟

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں۔ ان مظالم اور جفاکاریوں کو جو غیر احمدی کٹک میں ہمارے غریب احمدی بھائیوں سے روا رکھ رہے ہیں۔ اور جن کا کچھ حصہ انھوں نے اپنی زبان سے اہلحدیث میں بطور فخر اور دوسروں کو تحریص دلانے کے لئے بیان کیا تھا۔ تذکرہ کیا جاچکا ہے۔ اس کے جواب میں اہلحدیث نے اپنی ۲۲ فروری کی اشاعت میں ان مظالم کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے۔ کہ

"یہ سب کانٹے مرزا صاحب کے اپنے بوئے ہوئے ہیں۔ جن کا حکم اب بھی جاری ہے۔ کہ کسی غیر مرزائی کا چاہے باپ بھی ہو۔ جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے"

اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر غیر احمدی لوگ اسی وجہ سے درندگی کا سلوک احمدیوں سے کرتے ہیں۔ تو کیا آپ لوگ بھی تیار ہونگے۔ کہ ایسا ہی سلوک آپ سے غیر مذاہب کے لوگ کریں۔ اور آپ لوگوں کی چیخ و پکار پر کہدیں کہ یہ کانٹے آپ ہی کے رسول کے بوئے ہوئے ہیں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں اسی صوبہ میں جس میں کٹک واقعہ ہے پچھلے دنوں قربانی کے موقعہ پر جو فسادات ہوئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو لوٹا کھسوٹا گیا ہے۔ اور ان کے ننگ و ناموس عزت و آبرو۔ مال و دولت کو برباد کیا گیا ہے۔ کیا اسی وجہ کر تھا۔ کہ وہ مسلمان کہلاتے تھے۔ اور ہندو نہ تھے۔ اگر وہ ہندو ہوتے۔ تو کبھی یہ فساد رونما ہوتے۔ اب اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک احمدیان کٹک کو دکھ اور تکالیف دینے۔ مشکلات اور مصائب میں مبتلا کرنے۔ ظلم اور ستم توڑنے والے۔ اس لئے حق بجانب ہیں کہ احمدی لوگ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کی وجہ سے دینی معاملات میں ان سے الگ ہوگئے ہیں۔ تو کیا ان کے نزدیک مسلمانان بہار پر ظلم و ستم کرنے والے ہندو بھی حق بجانب ہونگے۔ کہ ان کے ساتھ مسلمان کہلانے والے مذہبی معاملات میں متفق نہیں ہیں اور اسی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف انھوں نے کارروائی کی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ مولوی صاحب مذکور اس کے متعلق کیا جواب دیں گے لیکن اگر وہ احمدیوں پر ظلم و ستم کرنے والوں کی کارروائیوں کو محض اسی وجہ سے جائز قرار دیتے ہیں کہ غیر احمدیوں کو ان سے مذہبی اختلاف ہے۔ اور احمدی مذہبی طور پر ان سے الگ ہوگئے ہیں تو انھیں یہ بھی ضرور ماننا پڑیگا کہ مسلمانان بہار پر جو مظالم اہل ہنود کی طرف سے ہوئے ہیں۔ وہ مظالم نہیں۔ بلکہ وہ اسی کے مستحق تھے۔ اور ان سے ایسا ہی سلوک کیا جانا ضروری تھا۔ لیکن کیا کوئی عقلمند اور دانا انسان ایک لمحہ کے لئے بھی یہ ماننے کے لئے تیار ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کس علم و عقل کی بنا پر احمدیان کٹک پر مظالم کرنے والوں کو حق بجانب قرار دیتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ وہ ضد اور تعصب میں اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ ہمارے خلاف جو کچھ بھی ان کے منہ میں آئے کہہ گذرتے ہیں۔ اور اس کے صحیح و درست ہونے کا انھیں خیال تک نہیں آتا۔

احمدیان کٹک پر جو مظالم کئے جارہے ہیں ان کے جواب میں تو انھوں نے یہی کہا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے ماننے کی وجہ سے وہ مسلمان کہلانے والوں سے دینی تعلقات منقطع کرچکے ہیں۔ اس لئے ان سے ایسا سلوک کرنا روا ہے۔ لیکن کیا وہ نہیں جانتے۔ کہ تمام انبیاء نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے متمیز کرنے کے لئے یہی کیا ہے۔ اور دوسروں کے ساتھ ایسے تعلقات رکھنے سے جن سے عقائد پر اثر پڑ سکتا ہو روک دیا ہے۔ کیا کوئی شخص مسلمان ہوکر اسلام کے تو اعد و احکام کے رو سے مجبور نہیں کہ اپنے غیر مسلم ماں باپ۔ یا بہن بھائی۔ یا بیٹے بیٹی سے دینی لحاظ سے بکلی منقطع ہوجائے کیا مسیح ناصری نے اپنے پیرووں کو یہود سے بہبود سے الگ نہیں کیا۔ کیا وہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔ انھوں نے اپنی ان جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کردیا۔ ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا کہ بیشک کیا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے بھی۔ جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کردیا۔ تو نئی اور انوکھی بات کونسی کی۔ اور اگر یہ آپ نے بقول ہمارے مخالفین کے کانٹے بوئے ہیں تو یہ وہی کانٹے ہیں۔ جو آپ سے پہلے مبعوث ہونے والے تمام انبیاء نے (نعوذ باللہ) اپنے پیرووں کی راہ میں بوئے۔

یہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے ساتھیوں کے مظالم کو جائز اور روا رکھنے کی وجہ پیش کی تھی جس کے متعلق ہم لکھ آئے۔ کہ اگر اس کو درست اور صحیح مان لیا جائے۔ تو پھر جائز ہوگا کہ مسلمان کہلانے والوں پر غیر مسلم جس قدر چاہیں ظلم و ستم کریں۔ لیکن اگر یہ درست نہیں۔ تو پھر احمدیوں پر

محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کرظلم کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ اب ہم جناب مولوی صاحب کے ایک دریافت طلب امر کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں اور کیا ہی آن بان کی شان تحریر فرمائیں

"ہم پوچھتے ہیں کہ جس صورت میں ہمارے[1] نبی اور خلیفہ کا مسلمانوں کے حق میں یہ فتویٰ ہے۔ (یعنی وہ کافر ہیں) تو مسلمانوں سے تم اسلامی سلوک کی کیوں اُمید رکھتے ہو"

اس کے متعلق ہم دست بستہ عرض پرداز ہیں کہ جناب مولوی صاحب آپ نے یہ کس طرح سمجھ لیا کہ ہم آپ ایسے لوگوں سے کسی اسلامی سلوک کی اُمید رکھتے ہیں۔ ہمارے تو وہم وخیال میں بھی نہیں آ سکتا کہ آپ لوگ اسلامی سلوک کرنے کے قابل ہیں۔ یا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ لوگ جو ایک نبی وقت کے منکر ہیں۔ مسلمان ہی نہیں۔ اور جب ہم انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر ان سے اسلامی سلوک کی توقع کیا یہ آپ کو محض غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم اسلامی سلوک کے اُمیدوار ہیں۔ اس لئے بہت جلدی اس کی اصلاح فرما لیجئے۔

ہاں ہم آپ لوگوں سے انسانی سلوک ضرور چاہتے ہیں کیونکہ آپ بہرحال انسان کہلاتے ہیں۔ اور ہم بھی آپ کو انسانی جامہ میں دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ سے انسانی سلوک کی توقع رکھنا بھی آپ کے خیال میں درست نہیں۔ تو پھر ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم انا للہ پڑھ کر انسانیت آموز طاقت کی طرف رجوع کریں۔ اور ان لوگوں کو جو انسانی کھالوں میں خونخوار بھیڑیئے اور درندے ہیں راہ راست پر لانے کے لئے گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔

مولوی صاحب نے کٹک کے غیر احمدیوں کی ستم آرائیوں کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے۔ ایک اور چال بھی چلی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم پر ایک سراسر باطل اور جھوٹا الزام لگایا ہے۔ کہ

"جہاں جہاں ان لوگوں (احمدیوں) کا غلبہ یا اثر ہے۔ دیگر مسلمانوں بلکہ جملہ لوگوں کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے قادیان کی مثال کافی ہے۔ جہاں کوئی مرزائی کسی غیر مرزائی سے سودا خریدے تو خلیفہ جی کے حکم سے اس کو سخت سزا ملتی ہے"

ان الفاظ کو پڑھ کر ہم مولوی صاحب کی دروغ بیانی پر متعجب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ احمدی لوگ خدا کے فضل سے ہر جگہ موجود ہیں۔ لیکن کسی جگہ انھوں نے مسلمانوں یا جملہ لوگوں سے بائیکاٹ نہیں کیا ہوا اور قادیان کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ بھی غلط اور نادرست ہے۔ یہاں غیر احمدی قصاب غیر احمدی سبزی فروش اور غیر احمدی بزاز۔ غیر احمدی دھوبی۔ غیر احمدی سقہ۔ اور غیر احمدی نائی۔ مزدوری پیشہ۔ ترکھان غرض ہر قسم کے لوگ ہیں جن سے تعلقات ہیں۔ ہاں اگر بعض لوگوں سے بوجہ ان کی بہت سی امن شکن کارروائیوں اور نقصان رسانیوں کے محض امن وامان قائم رکھنے اور کسی قسم کا فتنہ وفساد نہ پیدا ہونے دینے کے لئے نہ بوجہ ان کے غیر احمدی ہونے کے منتظمین نے ان کی دوکانوں پر جا کر دل آزار اور ہتک آمیز کلمات سننے سے روک دیا ہے۔ تو اس میں حرج ہی کیا ہے یہ تو ہماری امن پسندی کا ایک زبردست ثبوت ہے نہ کہ کسی خلاف امن کارروائی کا۔

لیکن کیسی حیرانی کی بات ہے۔ کہ ہماری یہ امن پسندانہ کارروائی ہمارے مخالفین کو امن شکن ہی نظر آتی ہے۔ اے کاش یہ لوگ تعصب اور ضد میں اندھے نہ ہو جاتے

مولوی صاحب نے کٹک کے احمدیوں کے مردوں کو قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دینے۔ اور ڈنڈے اور لاٹھیاں لیکر مارنے کے لئے تیار رہنے کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ

"کیا تم قادیان کے اپنے مقبرے میں کسی غیر احمدی کو دفن کرنے کی اجازت دیتے ہو"

ہم نہیں سمجھتے کہ ہمارے سلسلہ سے واقفیت رکھنے کا دعویدار ہونے کے باوجود مولوی صاحب نے یہ الفاظ کیوں لکھ دیئے۔ کیا انھیں اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ اس مقبرہ میں تو سوائے ان احمدیوں کے جو مقررہ شرائط کو بجا لاتے ہیں دوسرے احمدی بھی دفن نہیں ہو سکتے۔ پس جب وہ احمدی بھی دفن نہیں ہو سکتے جو مقررہ شرائط کے اپنے آپ کو پابند قرار نہیں دیتے تو پھر وہ کس منھ سے کسی غیر احمدی کو دفن کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ ذرا اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھیں کہ ان کا یہ مطالبہ کہاں تک جائز اور درست ہے

مسجدوں میں نمازیں پڑھنے سے روکنے اور تکالیف پہنچانے کے جواز میں مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"کیا صوبہ بہار کی ہائیکورٹ نے تم لوگوں کو مساجد میں الگ جماعت کرانے سے روکا نہیں"

اس کے متعلق گذارش ہے کہ ہر ایک مقدمہ عدالتوں میں اپنے خاص واقعات پر فیصل ہوتا ہے۔ جس قسم کے واقعات کسی مقدمہ میں ہونگے۔ عدالت اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ کئی اور جگہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مقدمات مساجد کے متعلق ہوئے ہیں۔ جن میں فیصلے احمدیوں کے حق میں ہوئے ہیں۔ پس جس مقدمہ کا مولوی صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ اس میں اگر اس کے خاص واقعات وحالات کی وجہ سے صوبہ بہار کی ہائیکورٹ نے احمدیوں کو کسی ایک مسجد میں الگ جماعت کرانے سے منع کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا ہے۔ کہ ومن اظلم ممن منع مسجد الله ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا اور مسلمان کہلانے والوں کو خدا کی مسجدوں میں اس کا ذکر کرنے سے روکنے کا حق حاصل ہو گیا ہے۔ بلکہ وہ خدا کے نزدیک اب بھی اسی طرح قابل مواخذہ ہیں جس طرح بہار کی ہائیکورٹ کے حکم سے پہلے تھے۔ لیکن اگر وہ بہار ہائیکورٹ کے فیصلے کو خدا کے فیصلہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور خدا کے ارشاد کو اس کے مقابلہ پر وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو ان کی مرضی۔ مگر وہ اتنا تو دیکھیں کہ بہار ہائی کورٹ نے بقول ان کے "الگ جماعت کرنے سے روکا ہے" نہ کہ مسجدوں میں داخل ہونے سے ہی منع کر دیا ہے۔ کہ الگ بھی نمازیں نہ

[1] نقل مطابق اصل مگر لفظ "ہمارے" کی بجائے "تمہارے" چاہئے تھا۔ (ناقل)

ادا کر سکیں لیکن اس کے متعلق کشک کے غیر احمدیوں کا جو طرز عمل ہے۔ وہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ

"مسجدوں میں تقسیم دھرنا ایک قسلم بند"

کیا یہ بہار ہائی کورٹ کے فیصلہ کی بھی صریح مخالفت نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے مخالفین خدا اور اس کے رسول کے احکام کو تو پس پشت ڈال ہی چکے تھے حکومت وقت کے احکام کی بھی انہیں کوئی پروا نہیں ہے۔ اور انانیت و خودسری میں اتنے بڑھ گئے ہیں۔ کہ امن شکنی کے موجب ہو رہے ہیں۔

مولوی صاحب نے ایڈیٹر الفضل کی ذات پر بھی خفگی کا اظہار کیا ہے۔ اور وہ اس لئے کہ اس نے کشک والے مضمون کا پورا حوالہ نقل نہیں کیا۔ لیکن کیسی حیرانی کی بات ہے کہ چند ہی سطروں کے بعد جناب مولوی صاحب نے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک عبارت نقل کی ہے۔ اور اس کے ضروری حصہ کو کھا گئے ہیں۔ جس سے ان کی پیش کردہ عبارت کی وہ غرض اور مدعا بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ جس کے لئے انھوں نے پیش کیا ہے۔ اور بعینہٖ لاتقربوا الصلوٰۃ کی مثال صادق آتی ہے۔ ہم نے جو حصہ چھوڑا تھا۔ اس سے اصل واقعہ پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن مولوی صاحب نے اس حصہ عبارت کو ترک کیا ہے۔ جس میں احمدیوں کو بڑے زور کے ساتھ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ تمام بہترین انسانی سلوک غیر احمدیوں سے کرو۔ لیکن مولوی صاحب کی دیانت داری اور تقویٰ شعاری دیکھئے صرف یہی الفاظ لکھتے ہیں کہ "ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں" اور اس سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو کسی قسم کے تعلقات نہیں رکھنا چاہتے۔ اور انھیں کوئی فائدہ اور نفع نہیں پہنچاتے۔ حالانکہ اس کے ساتھ ہی اگلی عبارت یہ ہے کہ

"لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دنیاوی تعلقات کو منقطع کر دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دیدی تھی پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں بہم پہنچانیکا حکم ہے۔ تو دنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ دوسروں سے محبت کرو۔ پیار کرو۔ ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ۔ بیمار کا علاج کرو۔ بھوکے کو روٹی کھلاؤ ننگے کو کپڑا پہناؤ" (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

یہ ہے وہ تعلیم جو ہمارے موجودہ امام اور پیشوا نے اپنے پیروؤں کو دوسروں کے ساتھ سلوک کرنے کے متعلق دی ہے۔ اس سے ہر ایک عقلمند اور دانا انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ دنیاوی لحاظ سے ہم اپنے مخالفین کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن عداوت اور بغض کا برا ہو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان الفاظ کو تو نقل نہ کیا۔ جو دوسروں کیساتھ سلوک اور تعلقات رکھنے۔ دنیاوی معاملات میں ان کی ہر طرح مدد کرنے اور آرام پہنچانے کے متعلق ہیں اور صرف ان الفاظ کو نقل کر کے اپنی ناحق کوشی کا ثبوت دیا۔ جن میں مذہبی معاملات کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ صاف بات ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ کے ماننے والے نہ ماننے والوں کے ساتھ اور حضرت عیسیٰ کے ماننے والے یہود وغیرہ کے ساتھ۔ اور آنحضرت صلعم کے ماننے والے عیسائیوں اور یہود کے ساتھ۔ مذہبی معاملات میں متفق نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہم بھی۔ جو حضرت مرزا صاحب کو ماننے والے ہیں۔ آپ کے نہ ماننے والوں کے ساتھ مذہبی معاملات میں متفق نہیں ہو سکتے۔ باقی رہے ایسے تعلقات جن سے نہ صرف امن عامہ قائم ہو بلکہ انسانیت اور تہذیب کا ثبوت ملتا ہو۔ ان پر عمل کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ اور عمل کرتے ہیں۔ اور اسی کی توقع ہم مخالفین سے رکھتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ایسا کرنے سے عاری ہیں۔ اور انسان کہلا کر انسانی سلوک نہیں کر سکتے۔ تو ہم اس توقع سے بھی درگذرے۔

خواجہ کمال الدین اور لفظ "پرافٹ"

خواجہ کمال الدین صاحب کی مدت مدید کے بعد ایک چٹھی پیغام مورخہ ۱۰۔ فروری ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئی ہے جس کا ایک عنوان لفظ نبی اور "پرافٹ" بھی ہے۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ "یہاں لفظ پرافٹ کے معنی اس قدر وسیع ہیں۔ کہ اس لفظ کے ساتھ منجانب اللہ کا ہونا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے جو لوگ کسی شخص سے صرف یہ اقرار نامہ کر کر خدا ایک ہے۔ اور محمدؐ پرافٹ ہے یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ وہ یا تو خود دھوکہ میں ہیں۔ یا تو لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کسی سے یہ اقبال کرا کر کہ وہ محمد کو پرافٹ مانتا ہے۔ یہ سمجھ لینا کہ فلاں نے خاتم المرسلین کی نبوت کا اقرار کیا۔ یہ لفظ خواہ بڑی عقلمندی سے لکھے جاتے ہوں۔ لیکن غلط ہیں۔ یہ لفظ پرافٹ کے معنی نہیں۔ لفظ نبی میں من اللہ کی جزو ضروری ہے۔ اس لئے میں نے اپنے اقرار نامہ میں سے پرافٹ کا لفظ نکال دیا۔ اور لفظ مسنجر رکھا۔"

اس کے متعلق ہم جناب خواجہ صاحب سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ان کا یہ خیال کہ "پرافٹ" کی بجائے "مسنجر" ہونا چاہئے۔ اور اسی لئے انھوں نے اپنے اقرار نامہ میں اب یہ تبدیلی کر دی ہے۔ کس طرح درست مان لیا جائے۔ کیا وہ یہ تغیر انگریزی زبان کے ماہر ہونے کی حیثیت سے ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے، تو بیشک قابل توجہ ہے۔ لیکن جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ خواجہ صاحب کو یہ حیثیت ہرگز حاصل نہیں ہے دوسروں کے نزدیک تو کیا حاصل ہوگی۔ ان کے شریک کار ماسٹر صدر الدین صاحب نے ہی۔ اس وقت جبکہ وہ قادیان میں ہی تھے۔ خواجہ صاحب کے متعلق ایک موقعہ پر کہا تھا۔ کہ میں یہاں بیٹھا ہوا لندن میں خواجہ صاحب کو انگریزی میں کمپوزیشن کرا سکتا ہوں۔

پھر خواجہ صاحب کا لفظ پرافٹ کو نبی کے معنوں میں استعمال کرنے والوں کو دھوکہ خوردہ یا دھوکہ

دیئے والا اقرار وبینا دیگر شواہد کے بھی خلاف ہے۔ مثلاً بائیبل میں جس کو انگریزی کے بڑے بڑے ماہروں نے ترجمہ کیا ہے۔ لفظ پرافٹ نبیوں کے متعلق استعمال ہوا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے۔ پس اگر پرافٹ کے معنی نبی کے علاوہ بھی کچھ ہیں۔ تو ہوں۔ ہم کب کہتے ہیں۔ کہ یہ لفظ صرف نبی کے لئے ہی آتا ہے ہاں ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ نبی کے لئے بھی آتا ہے۔ اور اس کے لئے بائیبل کی شہادت کافی ہے۔

باقی رہی خواجہ صاحب کی وہ تبدیلی جو انھیں کئی سال کے بعد سوجھی ہے۔ اس کے متعلق ہم وہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ جو انھوں نے لفظ پرافٹ کے متعلق کہا ہے۔ کیونکہ لفظ مسنجر بھی ویسا ہی لفظ ہے جیسا کہ پرافٹ۔ پس ہم خواجہ صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا لفظ مسنجر کے لازمی معنی نبی اللہ کے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر بلاوجہ ایک لفظ کو چھوڑ کر اسی کا ہم مطلب دوسرا لفظ کیوں اختیار کیا جائے عجیب بات ہے کہ خواجہ صاحب یہ لفظی الٹ پھیر کر کے جناب مفتی محمد صادق صاحب کو دھوکہ خوردہ ہونے یا دھوکہ دینے کا الزام دیتے ہیں۔ حالانکہ ان پر یہ اعتراض کسی طرح وارد ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جناب مفتی صاحب نے صرف لفظ پرافٹ پر اقرار نامے کر کسی کو نومسلم مشہور کر کے دھوکہ نہیں دیا۔ بلکہ یہ طریق عمل تو خود خواجہ صاحب کا رہا ہے۔ یعنی پہلے خواجہ صاحب اسی لفظ "پرافٹ" کا اقرار کرنے والوں کو مسلمان مشہور کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ وہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ "اس لئے میں نے اپنے اقرار نامہ میں سے پرافٹ نکال دیا۔ اور لفظ مسنجر رکھا" گویا اس لفظ مسنجر کو اختیار کرنے سے پہلے وہ پرافٹ پر ہی اقرار لیتے رہے ہیں۔ اب خواجہ صاحب ہی بتلائیں۔ کہ اس نئے انکشاف سے پیشتر (جو لفظ پرافٹ اور مسنجر کے متعلق انھیں ہوا ہے) وہ خود دھوکہ خوردہ تھے۔ یا لوگوں کو دھوکہ دیتے رہے ہیں۔ کیونکہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ میں نے اب اپنے اقرار نامہ میں پرافٹ کی بجائے مسنجر داخل کیا ہے۔ یعنی پہلے پرافٹ پر ہی اقرار نامہ لیتا رہا ہوں۔ کیا خواجہ صاحب ہمیں بتلائیں گے کہ جب سے انھوں نے یہ تغیر کیا ہے۔ اس سے پہلے جتنے لوگوں سے انھوں نے لفظ پرافٹ پر اقرار نامہ لیا۔ وہ مسلمان ہوئے یا نہیں۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو پھر ان کی یہ تحقیقات غلط ہو گئی۔ اور اگر وہ مسلمان نہیں تو ان کو مسلمان کہہ کر خواجہ صاحب نے جو دنیا کو دھوکہ دیا۔ کیا اس کے متعلق اپنی ندامت اور شرمندگی کا اظہار کریں گے۔ اور اب پھر نئے اقرار نامہ پر دستخط کرا کر نئے سرے سے ان کے مسلمان ہونے کا اعلان کریں گے کیسے تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ خواجہ صاحب اپنے اس فعل کو تو۔ جو آپ نے ۷ برس تک جاری رکھا دھوکہ قرار نہیں دیتے۔ اور دوسروں کے لفظ پرافٹ پر اقرار لینے کو دھوکہ کہتے ہیں۔ کیا اب معلوم ہوا ہے کہ لفظ پرافٹ نبی اللہ کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ اور آنحضرتؐ کے لئے بطور نام کے ہے۔ اگر خواجہ صاحب کو اتنا عرصہ ولایت میں رہنے کے بعد اب یہ امر تحقیق ہوا ہے۔ کہ لفظ پرافٹ نبی اللہ کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا اور آنحضرت صلعم کے لئے بطور نام کے ہے تو جو ان کے پہلے عمل کی طرح لفظ پرافٹ کا استعمال کر رہے ہیں۔ ان کو دھوکہ خوردہ یا دھوکہ دہندہ کیوں قرار دیتے ہیں۔ جب یہ تازہ بتازہ تحقیقات ان تک پہنچ جائینگی وہ بھی اپنے اقرار نامہ میں مناسب اصلاح کر لینگے۔ لیکن ماسوا اس کے خواجہ صاحب کا یہ خیال ہی غلط ہے کہ جناب مفتی صاحب ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔ جو اس بات کی تصدیق کر دیتے ہیں کہ آنحضرت "پرافٹ" ہیں۔ مفتی صاحب نے آج تک کسی ایسے شخص کے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ جس نے ایسا اقرار نامہ کیا ہو۔ بلکہ آپ ایسے لوگوں کو جو تمام عقائد اسلام کو تو تسلیم نہیں کرتے البتہ آنحضرت صلعم کو خدا کا نبی تسلیم کر لیتے ہیں "مصدق" قرار دیتے ہیں۔ اور مسلمان ایسے ہی لوگوں کو قرار دیتے ہیں۔ جو تمام عقائد اسلام کو سچا تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور اس کے تمام احکام کو منجانب اللہ یقین کر لیتے ہیں۔ خواہ ان کی پوری پوری عملی اصلاح کچھ دیر میں ہی ہو۔ ہاں وہ ایسوں کو مسلمان مشتہر نہیں کرتے۔ جو یہ عقیدہ رکھیں کہ قرآن کے بعض احکام صرف عرب کے لئے تھے۔ ان پر عمل کرنا عبث ہے۔ مثلاً شراب کے متعلق لارڈ ہیڈلے صاحب علی الاعلان کہتے رہے کہ شراب کی ممانعت صرف عرب کے لوگوں کے لئے تھی۔ آج اس حکم پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

جناب مفتی صاحب ایسے لوگوں کو جو عقائد اسلام کو سچا تسلیم نہیں کرتے۔ مسلمانوں کے زمرہ میں شامل نہیں کرتے البتہ ایسے لوگ جن کے خیالات کی کسی قدر اصلاح ہو جائے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کی بجائے آپ کی مدح کریں ان کو مصدقان حضرت خاتم الانبیاء کی ذیل میں رکھ کر اعلان کر دیتے ہیں نہ کہ ان کے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ ہاں خود خواجہ صاحب چونکہ ایسے ہی لوگوں کے مسلمان ہونے کا اعلان کر کے دھوکہ دہی کا ارتکاب کرتے رہے ہیں۔ اس لئے جناب مفتی صاحب کے متعلق بھی انھوں نے یہی خیال کر لیا ہے۔ حالانکہ جناب مفتی صاحب نے خواجہ صاحب کی اس تحریر سے بہت پہلے ان کی قلعی کھولتے ہوئے مندرجہ ذیل اعلان کر دیا تھا کہ۔

"کچھ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا اقرار کر لیتے ہیں۔ وہ اس فارم پر بخوشی دستخط کر دیتے ہیں جس میں ایسا اقرار ہو۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کی فہرست ووکنگ مشن کے دفتر سے شائع ہوتی رہتی ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ ان میں سے بعض صرف دستخط کرنے کے درجہ سے آگے ترقی کئے ہوئے ہوں۔ یا بعد میں ترقی کر گئے ہوں۔ میرے خیال میں جیسا کہ یہ مناسب نہیں کہ ایسے لوگوں کو قوم کے سامنے ایک مسلمان پیش کیا جائے۔ کیونکہ اس سے ہمارے کام کی نسبت دھوکا پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی یہ بھی مناسب نہیں کہ ایسے لوگوں کو بالکل رد اور نظر انداز کر دیا جائے کیونکہ انھوں نے تثلیث کو چھوڑا اور توحید کے قائل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کم از کم مدح کرنے لگے۔ اس واسطے میں نے مناسب جانا ہے کہ ایسے اصحاب

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲)

ختم نبوت پر مولوی محمد علی کی تقریر اور اس پر ایک نظر

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے گذشتہ جلسہ میں مسئلہ ختم نبوۃ پر جو تقریر کی ہے اور پیغام صلح نمبر ۸۵ میں شائع ہوئی ہے اسکے پڑھنے سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) یہ کہ جماعت احمدیہ جو مرکز سلسلہ قادیان سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اپنا واجب الاطاعت امام مانتی ہے اسکا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین نہیں اور حضرت مرزا صاحب اُن سے علیحدہ اور حقیقی مستقل نئی شریعت کے لانے والے ناسخ شریعت محمدیہ نبی ہیں۔

(۲) یہ کہ اجماع حجت ہے اور مولوی محمد علی صاحب جو بات کرتے ہیں وہ اجماع امت سے ہی کرتے ہیں۔

(۳) یہ کہ حضرت مسیح موعود اور ان کے الہام کرنے والے خدا کو قرآن و حدیث کی ایسی واقفیت نہیں جیسے کہ مولوی محمد علی صاحب کو ہے۔ گویا حضرت مرزا صاحب تو مجدد دین ہیں اور مولوی محمد علی صاحب مجدد و مرزا صاحب ہیں۔ اسلام کے امور اختلافیہ کا فیصلہ کرنے کے لئے تو خدا نے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث کیا مگر ان کی اصلاح کے لئے مولوی محمد علی صاحب مبعوث کئے گئے۔

خاکسار نے ارادہ کیا ہے جس کا پورا کرنا اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسکی عنایت پر موقوف ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ خیالات کی تنقید کروں اور ان پر یہ امر روشن کروں کہ مسیح موعود اور ان کی جماعت اور خلیفہ میں جو تم عیب دیکھتے ہو وہ تمہارا ہی عیب ہے جو آئینہ دار اشخاص سے تمہاری آنکھوں کی طرف منعکس ہو رہا ہے قبل اسکے کہ ان کے خیالات کو پیش کیا جائے اور انکے توہمات کی حقیقت کو آشکارا کیا جائے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مؤمن عالم قرآن و حدیث عامل بکتاب اللہ و سنت رسول اللہ مجدد و مہدی مسیح موعود۔ نبی اللہ۔ رسول اللہ احمد یقین کرتے ہیں۔ مومن سے مراد۔ اللہ۔ رسل۔ ملائکہ۔ کتب قیامت پر ایمان لانے والا۔ عالم سے مراد پوری واقفیت اور فہم قرآن و حدیث رکھنے والا۔ مہدی سے مراد جس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہدایت کی گئی ہو۔ اور اصلاح خلق کے لئے کھڑا کیا گیا ہو۔

مجدد سے مراد ان باتوں کو تازہ کرنے والا جو نبی کریم دنیا کے لئے لائے تھے اور امت کی غفلت کی وجہ سے وہ مٹ گئی تھیں اور امت محمدیہ اور دیگر مذاہب کے اور امت محمدیہ کے تمام فرقوں میں حکم عدل۔

مسیح سے مراد نصاریٰ کو نور دین دکھلانے والا اور دجالی فتنہ کو مٹانے والا۔ موعود سے مراد جس کے متعلق امت کو وعدہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ مشکلات کے وقت میں تم میں آئے گا۔

نبی سے مراد خدا تعالیٰ کی طرف سے بکثرت مصفّیٰ غیب پانے والا اور خدا سے کثرت کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے والا نہ کسی جدید شریعت کے لانیوالا اور نہ شریعت محمدیہ سے علیحدگی اختیار کرنے والا۔ اور جس کو خدا اور رسول نے نبی کا لقب دیا ہے نہ کسی دوسرے نے بلکہ یہ مقامات و مراتب اول تا آخر حضرت نبی کریم کے طفیل اور انکا ظل اور بروز ہونے کی وجہ سے انکو دیئے گئے ہیں جیسا کہ آئینہ جس چیز کے سامنے ہو اسکا عکس اپنے اندر لے لیتا ہے اسی طرح مسیح موعود کمالات محمدیہ کے لئے مثل آئینہ ہیں آپ میں کوئی ایسا کمال نہیں جو آنحضرت صلعم کے کمال کا ظل نہ ہو اور نبی کریم میں کوئی ایسا کمال نہیں جو عکسی طور پر مسیح موعود میں نہیں پایا جاتا۔ اسی کی طرف حضرت مسیح موعود کے یہ اشعار اشارہ کرتے ہیں

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں ۔ دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہمنے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں ۔ ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہمنے
مصطفےٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت ۔ اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہمنے
ربط ہے جان محمد سے مری جاں کو مدام ۔ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہمنے

چونکہ نبی کریم میں تمام انبیاء کے کمالات تھے اس لئے آپکا بروز تمام انبیاء کا بروز ہے اور اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آپکو جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا اور آپنے اس الہام کی شرح اس شعر میں فرمائی ہے

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بپیرا ہنم

ہم حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین مانتے ہیں چنانچہ ہر ایک احمدی جس نے کہ حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کی ہے اور بیعت لیتے ہوئے دیکھا ہے وہ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ آپ ہمیشہ بیعت میں "آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین یقین کرونگا" کا اقرار لیتے ہیں۔ لیکن کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ مولوی محمد علی صاحب خود ہماری طرف ایک اعتقاد منسوب کرتے ہیں اور پھر ہمیں ایذا پہنچانے کی کوشش کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق بنتے ہیں۔ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا پ ۲۲ ع یعنی کہ جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بیوجہ دکھ دیتے ہیں وہ بہتان باندھنے والے اور بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اب مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ اصولوں کو لیتا ہوں اور انکو بتاتا ہوں کہ

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

ذیل میں مولوی محمد علی صاحب کے اقوال نقل کر کے ہم ان پر تنقید کرتے ہیں۔

قولہ - ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین - یہ آیت جو میں نے پڑھی اہل اسلام نے ختم نبوت کے لئے بطور بنیاد کے ٹھہرایا ہے یعنے اس بات کو بنیاد قرار دیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے اوپر ایک اتفاق قومی بطور گواہ بنجاتا ہے" الخ

اقول - اسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور نبی کریم صلعم انبیاء کے آنے کو بند کرنے والے ہیں اس اعتقاد کی بنا آیت محولہ بالا پر رکھی ہے۔ اور اس پر

اجماع بتاتے ہیں حالانکہ یہ بات قطعاً صحیح نہیں کہ آئندہ
نبی آنے کی قید شش اس آیت سے ثابت ہوتی ہے اور نہ
یہ کہ اس پر اجماع ہے اس بات کا ثبوت کہ آئندہ نبی
آنے کو یہ آیت نہیں روکتی یہ ہے کہ آیت میں لفظ خاتم النبیین
ہے اور خاتم کے معنے مہر کے ہیں اور اس پر تمام اہل لغت کا
اتفاق ہے اور مفسرین نے بھی یہی معنے لکھے ہیں ایک بات
اس آیت میں ہے کہ آنحضرت صلعم کے لئے جو لفظ خاتم
بولا گیا ہے اور آپ کو خاتم سے تشبیہ دی گئی ہے۔
یہ کس معنی میں ہے کیونکہ مہر کی کئی غرضیں ہوتی ہیں۔
کبھی تصدیق اور تحریر کے لئے کبھی انتہا کے لئے
اور کبھی اسلئے کہ صاحب مہر کے سوائے کوئی اور اس کو
نہ کھولے۔ کبھی اظہار ملک کے لئے اس آیت میں دیکھنا
یہ چاہئے کہ اسکے محل کے لحاظ سے کونسے معنے چسپاں
ہوتے ہیں۔ یہ امر تو ظاہر ہے کہ ولکن رسول اللہ کے
لفظ کو مولوی محمد علی صاحب نے اسی معنی میں تسلیم کیا ہے
اور اس تقریر میں اسکی یہی تشریح کی ہے کہ یہ ابوت روحانیہ
کے اثبات کے لئے ہے اب جو لفظ اس پر معطوف ہے
وہ اپنے معطوف علیہ کے مدعا اور غرض کے کیونکر خلاف
ہو سکتا ہے خاتم النبیین اور رسول دو صفتیں ہیں
جو ایک ذات میں پائی جاتی ہیں نہ کہ یہ دونوں لفظ
صفت موصوف ہیں تا یہ کہا جائے کہ ایسا رسول جو خاتم
النبیین ہے کیونکہ ان کے درمیان واؤ عاطفہ ہے
جو ان کو صفت موصوف ہونے سے روکتی ہے پس ضروری
ہوا کہ لفظ خاتم النبیین اس مدعا کو پورا کرے جس کے
لئے لفظ رسول اللہ آیا ہے یعنے جیسا کہ لفظ رسول
اللہ عامہ مومنین امت کے لئے آنحضرت کو روحانی باپ
ثابت کرتا ہے ویسے ہی لفظ خاتم النبیین افراد کاملہ
مومنین امت کے لئے ابوت روحانی ثابت کرے
باقی رہا مسلمانوں کا اجماع کہ آیت خاتم النبیین سے
یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں
آسکتا۔ اس اجماع کے دعوے کرنے والے کے لئے
ضروری ہے کہ وہ بتائے کہ کس نے اجماع کیا کس وقت
ہوا کس جگہ ہوا اور کس نے اجماع کو نقل کیا مسلمان تو
شروع سے اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ آنحضرت

صلعم کے بعد ایک نبی موعود ہے جس کا آنا ضروری ہے
گو ان کی یہ غلطی ہے کہ اس نبی کو وہ نبی اسرائیل سے
آسمانی دروازہ سے بلانا چاہتے ہیں اور اسرائیلی مسیح کو
اپنا ہادی قرار دیتے ہیں لیکن ان کی اس غلطی کو قرآن اور
حدیث نے صاف کر دیا ہے کہ آنے والا نبی اسی امت
سے ہے نہ باہر سے پس انکا اتفاق اور اجماع اگر
کسی امر پر ہے تو وہ یہی ہے کہ آنحضرت کے بعد ایک نبی
آنے والا ہے نہ کہ اسپر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ پھر [illegible]
کے چاروں طرف آنکھ کھولکر دیکھو تمہیں معلوم ہو جائیگا
کہ دنیا کی تمام قومیں کسی نہ کسی نبی کے آنے کی منتظر ہیں
اسلئے کسی نبی کے آنے پر تمام جہان کا اتفاق ہے حضرت
عائشہ رضہ کا قول موجود ہے کہ قولوا انہ خاتم النبیین
ولا تقولوا لا نبی بعدہ کہ یہ تو کہو کہ آپ خاتم النبیین ہیں
اور یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور بھی امت
کے کئی ایسے اکابر ہیں جن کے اقوال صریحہ اس بات
پر شہادت ہیں کہ لفظ خاتم النبیین کسی نبی کے آنے میں
روک نہیں ہے ہاں روک ہے تو ایسے نبی کے آنے میں
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نبی ہونے
کا دعویٰ کرے اور آپکی لائی ہوئی شریعت کا پابند نہ ہو۔

قولہ۔ جیسا کہ صلوٰۃ خمس کے لئے قومی تعامل شاہد ہے
اسی طرح سے اس آیت کریمہ سے بھی ہم شہادت لیتے
ہیں۔ اجماع امت کی کہ آیا کل مسلمان اس پر متفق
نہیں یا ہیں کہ اس آیت کی رو سے آنحضرت صلعم کے
بعد سلسلہ نبوت بند ہے۔
اہل تشیع دوازدہ امام مانتے ہیں ضرور
تھا کہ انہیں سے کوئی اسکا بھی قائل ہوتا۔

اقول باوجود اس بات کے کہ مولوی محمد علی صاحب
کو یہ خبر ہے کہ تمام فرقے مسلمانوں کے سوائے
معتزلہ کے عیسیٰ نبی اللہ کے منتظر ہیں پھر بھی یہی کہتے
چلے جا رہے ہیں۔ کہ مسلمان آنحضرت صلعم کے بعد
کسی نبی کا آنا نہیں مانتے۔ پھر اہل تشیع کی بھی خوب
کہی جو اپنے ائمہ کو نبی رسول بلکہ بعض تو خدا کے مقام
پر پہنچے ہوئے جانتے ہیں ابھی پچھلے دنوں حیدرآباد

میں شیعوں کی طرف سے ائمہ اثنا عشر کی نبوت کو ثابت
کرنے کے لئے ایک رسالہ شائع ہوا ہے اور اہل تشیع عقیدہ
رجعت میں لاکھوں انبیاء کا آنحضرت صلعم کے بعد آنا مانتے
ہیں لیکن افسوس کہ دنیا کے عقائد سے بے خبر ہو کر مولوی
محمد علی صاحب یہ دعوے کر رہے ہیں کہ اسپر اجماع ہے
کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور خصوصاً
اہل تشیع کی مثال پیش کرتے ہیں ذرا فرقہ مہدویہ سے
ہی دریافت کر لیا ہوتا کہ وہ سید محمد جونپوری کی نسبت کیا
عقیدہ رکھتے ہیں مولوی محمد علی صاحب کے بیان میں طرفہ
یہ ہے کہ قیاس مع الفارق کی حقیقت سے بالکل بے بہرہ
ہیں کیونکہ اگر واقف ہوتے تو اعتقادی امور کو عملی امور
پر قیاس نہ کرتے۔ جیسا کہ انہوں نے عقیدہ نبوت کو تعامل
نمازوں پر قیاس کیا ہے

قولہ ہمیں دیکھنا ہے کہ آیا اس امت کے اندر کوئی ایسا
شخص گزرا ہے جس نے یہ کہا ہو کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم
نہیں ہوئی اور آپ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں۔ اگر ایسا
نہیں بلکہ ایک اجماع امت ہے اور ایک بھی آواز مخالف
پیدا نہیں ہوئی۔ ختم نبوت ہی پر ہے۔

اقول اس مضمون میں مولوی محمد علی صاحب نے اجماع اور
تعامل کو بار بار پیش کیا ہے اور اسکی طرف لوگوں کو
بلایا ہے کاش کہ مولوی محمد علی صاحب اپنے قول پر خود بھی
ایمان لاتے اور عمل پیرا ہو کر لم تقولون ما لا تفعلون
کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کے
مصداق نہ بنتے۔ کیا حضرت مسیح موعود کی وفات پر
پہلا اجماع جماعت احمدیہ کا اس بات پر ہوا تھا کہ آپ
کے بعد خلافت ہے اور جماعت کو ایک واجب الاطاعت
لیڈر کے ماتحت رہنا چاہئے جو رسالہ الوصیۃ کے مطابق
ہے پھر چھ سال تک اسکا تعامل بھی رہا اور خود مولوی
محمد علی صاحب نے جو اب سرگروہ منکرین خلافت ہیں۔ حضرت
خلیفہ اول رضہ کے آگے سر تسلیم خم کئے رکھا پھر کیا یہی وہ
اجماعی اور اتفاق قومی کا مسئلہ نہ تھا جس پر صحابہ کرام نے
بعد وفات آنحضرت یہ اجماع کیا تھا مگر مولوی محمد علی صاحب
ہیں کہ اولین و آخرین کے اجماع کا توڑ دینا ان کے بائیں
... کا کرتب ہے اس شخص کو اپنے حال

پر کبھی رونا نہیں آیا کہ میں کس منہ سے اجماع اجماع کہہ رہا ہوں جبکہ اس مسئلہ کی پروا نہیں کرتا جس پر اولین آخرین کا اتفاق اور جیبہ سال خود بھی اس بات پر متفق رہا ہوں۔

اجماع کے متعلق تو آگے لکھا جا چکا ہے کہ دعوے اجماع خاتم النبیین کے بعد نبی کے آنے کے بارے میں باطل ہے بلکہ اجماع اس بات پر ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے نبی آسکتا ہے باقی رہا یہ کہ اسکے خلاف کسی نے آواز نہیں اٹھائی سو یہ تو اجماع کے بطلان سے ہی ظاہر ہے تاہم چند مثالیں پیش کیجاتی ہیں۔

(۱) زمانہ صحابہ رض میں عائشہ صدیقہ نے یہ آواز اٹھائی جو ام المومنین معلمہ نصف الدین ہیں فرمایا قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ۔ دیکھو مجمع البحار جو لغت حدیث کی ایک مستند کتاب ہے حضرت عائشہ رض کے اس قول کی تردید کسی صحابی نے نہیں کی اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں اس بات پر صحابہ رض کا اجماع تھا کہ خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

(۲) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے یہ آواز اٹھائی اور فرمایا۔ فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلعم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخاً شرعہ ولا یزید فی شرعہ حکما اخر وھذا معنی قولہ ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا یکون تحت حکم شریعتی۔ دیکھو الجزو الثانی من الفتوحات المکیۃ الباب الثالث صفحہ ۳

(۳) حضرت امام محمد طاہر سندی حضرت عائشہ رض کے قول پر تحریر فرماتے ہیں وھذا ناظر علی نزول عیسیٰ وھذا ایضا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ۔

(۴) حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوب جلد اول صفحہ ۲۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔ پس حصول کمالات نبوت مر تابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت او نیست۔ فلا تکن من الممترین۔

(۵) ہمارا اور مولوی محمد علی صاحب کا اس امر میں کوئی نزاع نہیں کہ نبی کریم صلعم خاتم النبیین ہیں۔ ہاں نزاع اس میں ہے کہ لفظ خاتم النبیین آیا ہر قسم کے نبی کے آنے سے مانع ہے یا نہیں؟ تو یہ بات ہم علماء سلف خلف کے قول سے ثابت کر چکے ہیں کہ یہ بات مانع نبوت نہیں چنانچہ اس امر کو ثابت کرنے کے لئے مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا قول ہی نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا۔

حاصل مطلب آیت کریمہ کا اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو رسول صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو لفظ خاتم النبیین شاہد ہے۔ تحذیر الناس مولوی قاسم صنہ

تعجب ہے کہ اتنے اقوال کے موجود ہوتے ہوئے پھر مولوی محمد صاحب کسی نبی کے نہ آنے پر دعویٰ اجماع اور اتفاق قومی کا اظہار کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے

قولہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں نے خود بخود ہی دوسری قوموں کی طرح نہیں بنا لیا بلکہ قرآن کریم میں الیوم اکملت لکم دینکم آیت پر اسکی بنا ہے اور کسی بھی ایسی کتاب نہیں جس کی شان میں یہ کہا گیا ہو کہ وہ کامل ہے۔

اقول معلوم نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کس کی تردید کر رہے ہیں اور کس قوم کے خلاف تعریض کر رہے ہیں ہمیں دنیا میں کوئی ایسا فرقہ نظر نہیں آتا جو مسلمان کہلائے اور خاتم النبیین کو نہ مانتا ہو بحث صرف اس بات میں ہے کہ رسول کریم کو خاتم النبیین ماننا نبی کے لئے روک ہو سکتا ہے لیکن اس بات کا ثبوت مولوی محمد علی صاحب کے کلام میں کہیں نہیں پایا جاتا آیت اکملت لکم دینکم دین کے کامل ہونے کی طرف راہنما ہے اور اسمیں نہ صراحتاً نہ کنایتاً کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور کیا نبی اس واسطے آیا کرتے ہیں کہ نیا دین ہی لائیں اگر صرف دین لانا سارے نبیوں کا مقصد ہوتا تو صرف کتاب کے بھیجدینا ہی کافی تھا رسولوں کی ضرورت نہ تھی رسول نبی تو آتے ہی اسلئے ہیں کہ خدا کا دین جو اسکی کتاب میں ہوتا ہے اسکو سمجھائیں اور عملی نمونہ سے لوگوں کو اس پر چلائیں۔ چاہے وہ دین انپر نازل ہوا ہو۔ یا وہ ان سے پہلے کسی نبی پر نازل ہو چکا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ پھر رسولوں کا کام بشارت دینا اور انذار کرنا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین۔ باقی یہ خیال کہ پہلے دین ناقص ہوتے تھے اسلئے نبوت کا سلسلہ جاری رہا اور اب دین اسلام چونکہ کامل ہے اسلئے نبوت کی ضرورت نہیں اسکا ایک جواب تو ہم اوپر دے چکے ہیں کہ نبوت کا مقصد صرف تکمیل دین ہی نہیں ہوتا بلکہ تزکیہ نفوس اور تعلیم بھی ہوتا ہے علاوہ ازیں ایک جواب یہ ہے کہ کون کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے لوگوں کو انکی ضرورت کے لحاظ سے ناقص دین دئے ہمیشہ اسنے اس نعمت کو اپنے بندوں پر کامل کیا اور کوئی رخنہ اسنے اپنے دین میں کبھی بھی کسی نبی کے وقت باقی نہیں چھوڑا۔ مولوی محمد علی صاحب تو مترجم قرآن ہونے کا فخر کرتے ہیں کیا قرآن کریم میں انہوں نے وہ آیت کبھی تلاوت نہیں کی جو دین موسوی کے متعلق ہے کہ ثم اتینا موسی الکتب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء و ھدی ورحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یوقنون جس سے ظاہر ہے کہ موسیٰ کی کتاب تمام احسن باتوں پر محیط اور ہر ایک ضرورت دین کے لئے تفصیل اور کتاب مستبین تھی پس اس آیت کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ موسیٰ کا دین اسکے وقت کے لحاظ سے ناقص تھا کیا موسیٰ کے بعد اسکی کتاب کی پیروی میں اور رسول نہ آئے اور ولقد اتینا موسی الکتب وقفینا من بعدہ بالرسل نعوذ باللہ غلط ہے ہرگز نہیں اصل بات یہ ہے کہ رسولوں کا مقصد صرف تکمیل دین ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ اختلافی امور میں فیصلہ کرنے والے ہوتے ہیں جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے وما انزلنا

علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ حضرت مسیح موعود نے اپنی بعثت کا مقصد بارہا واضح کیا ہے۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے تفرقہ کو مٹاؤں اور ان میں وحدت کی روح پھونکوں اور سعید روحوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کروں اور دشمنان اسلام کے حملے کو دفع کروں۔ نافرمانوں پر میری وجہ سے عذاب آئے۔ شریعت کی دیواریں قائم کیجائیں یہ وہ مقاصد ہیں جو انبیا ہی کے ذریعہ پورے ہوتے ہیں پھر کیا کامل دین پر جب یقین کرنے والے نہ ہوں تو کتابوں میں کامل دین رکھا ہوا کسی کام آسکتا ہے ہرگز نہیں۔ مانا کہ قرآن کریم باطل کے کاٹنے کے لئے شمشیر براں ہے لیکن اسکے چلانے کے لئے محمد رسول اللہ یا اس کے حقیقی نائب کا بازو بھی تو درکار ہے۔

قولہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت پر بہت بڑا انقلاب آیا پہلے تو یہ تھا کہ مختلف قوموں میں آج ایک نبی کل دوسرا نبی آنحضرت صلعم کے بعد تیرہ سو سال میں کوئی نبی ہی نہیں ہوتا۔ یہ اس امر کا عملی ثبوت ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی نبی نہیں۔

اقول یہ انقلاب تو مسیح ناصری کے وقت میں بھی آچکا ہے کیا مسیح ناصری کے بعد آنحضرت صلعم تک کوئی ایسا نبی آیا جس کو تم نبی سمجھتے ہو۔ اگر نہیں تو کیا مسیح کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت صلعم نبی نہیں کیونکہ مسیح سے پہلے تو دنیا میں نبیوں کا سلسلہ نہیں ٹوٹا تھا لیکن مسیح کے بعد چھ سو سال اسکے کوئی نبی نہیں آیا کیا چھ سو سال کا زمانہ تھوڑا زمانہ ہے یہ تو اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ وہ اہل کتاب جنکے ہاں بیسیوں نبی آئے اس چھ سو سال کی فترت کے باعث اللہ تعالےٰ ان کو اس بات کا مجاز قرار دیتا ہے کہ وہ یہ کہہ جاتے ہمارے پاس کبھی کوئی نبی آیا فرماتا ہے یا اھل الکتب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر اب یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ آنحضرت سے پہلے لگاتار نبی آتے تھے اور آپ کے بعد زمانہ فترت شروع ہوا یہ بھی کوئی عذر ہے کہ چونکہ تیرہ سو سال سے کوئی نبی نہیں آیا اسلئے آئندہ بھی کوئی نہ ہوگا۔

قولہ ایک اور فرقہ محمودیہ پیدا ہوگیا وہ بھی نبوت کا مدعی ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ وہ بھی ایک نبوت کو قائم کرنا چاہتے ہیں لیکن جس کی طرف انہوں نے دعوے نبوت کو منسوب کیا ہے علم از کم اسکی بریت اس سے بھی ہوسکتی کہ ایک فرقہ اسکے پیرووں میں سے اب بھی ایسا ہے کہ اسے ایک الہام قرار دیتا ہے اور عملاً دوسرا فرقہ بھی کوئی نئی نبوت قائم نہیں کر سکتا۔

اقول اگر کسی کے پیرووں میں سے کسی فرقہ کی بات کو بانی مذہب کے حالات کے لئے آئینہ سمجھا جائے اور بانی مذہب کے صحیح حالات کا اندازہ اسکے اقوال سے نہ کیا جائے بلکہ اسکی اتباع کا دعویٰ کرنیوالوں میں سے کسی کے قول کو اسکے حالات زندگی سمجھا جائے۔ تو مولوی محمد علی صاحب ہی بتلائیں کہ اسکے مطابق وہ بابا نانک جی کا کیا مذہب قرار دینگے۔ کیونکہ سکھوں کے مختلف فرقے انکو مسلمان نہیں قرار دیتے اب کیا بابا نانک کے مسلمان نہ ہونے کے لئے سکھوں کی شہادت کافی ہے پھر کیا اہل تشیع کی شہادت سے حضرت علی رض اتباع خلفائے ثلثہ سے بری ہوسکتے ہیں مولویصاحب ذرا سوچ سمجھکر جواب دیں۔

جہانتک میں نے غور کیا ہے یہ فرقہ ضالہ پیغامیان تمام فرقہائے ضالہ کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے سکھوں کے ساتھ انکو بہت بڑی مناسبت ہے کیونکہ وہ بابا نانک صاحب کو ہندو مانتے ہیں نہ مسلمان پھر وہ خود دونوں فرقوں کے درمیان لٹکے رہتے ہیں نہ مسلمانوں میں شامل نہ ہندوں میں پیغامی بھی نہ احمدیوں میں شامل نہ غیر احمدیوں میں پھر بدقسمتی سے اہل بیت کے بھی مخالف اور خلافت کے بھی مخالف خوارج اور تشیع کا جامہ انکے زیب تن ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ اس فرقے نے بھی عملی طور پر کوئی نئی نبوت قائم نہیں کی ان کے متعلق ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ عملی طور پر نئی نبوت کس نے قائم کی ہے قرآن کریم تو یہی اعلان کرتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسیٰ۔ (حافظ روشن علی)

نظم

(مدح حضرت خلیفہ ثانی)

اے خوشا وقتیکہ بینم روئے تو

مصحف رحمان وصف روئے تو
اے خوشا وقتیکہ بینم سوئے تو

سر وحدت شد عیاں از روئے تو
جلوۂ کثرت پریشاں موئے تو

اے شہ شاہاں چہ گویم حال دل
شد شہید خنجر ابروئے تو

اے بہار گلشن توحید حق
مست جانم گشت از خوشبوئے تو

عشق تو دامان صبرم می درد
می کشد ہر لحظہ ہر دم سوئے تو

جرعۂ زاں شربت الفت بدہ
ہمچو مجنوں گرد گردم کوئے تو

ہر سر موئم اگر گردد زباں
کے توانم شرح نیکو خوئے تو

در فراقت عبد خالق مجاں بلب
می نگر لحظہ بلحظہ سوئے تو

(عبدالخالق ارمعظم گڑھی)

خطبۂ جمعہ

کامیابی کیلئے صحیح ذرائع کی ضرورت ہے

(از امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ)

فرمودہ ۱۵ فروری ۱۹۱۸ء

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربیٰ والمسٰکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ﴿ (النور ۳)

مینے پچھلے دو جمعوں میں اس امر کے متعلق کہ مومن کو اپنے ایمان کی درستی کے لئے نہ صرف انکے اعمال پر اجمالی طور پر نظر ڈالنی چاہئے بلکہ تفصیلی طور پر دیکھنا چاہئے کیونکہ اکثر دفعہ محض اجمالی نظر پر اکتفا کرنا تفصیل میں جاکر غلطیاں پیدا کر دیتا ہی بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اجمال میں تو ایک بات درست نظر آتی ہے مگر تفصیل میں جاکر اسمیں غلطیاں ہوتی ہیں اور جبتک تمام ذرائع صحیح اور پورے نہ ہوں اسوقت تک نتائج غلط یا ناقص نکلا کرتے ہیں اور جب تفصیل سے دیکھا جائے تو نقائص نظر آجاتے ہیں۔

مثلاً کوئی بیمار ہو جو اپنی عام کمزوری کو دیکھکر بغیر کسی طبیب کو دکھلائے جو کامل بھی معائنہ کرے اور مریض کے ہر ایک عضو کو دیکھکر نقص کا پتہ لگائے اور پھر علاج کرے ایک مقوی دوائی شروع کرے مگر باوجود اس دوائی کے اسکی طاقت بحال نہ ہو تو اس دوائی کا کچھ قصور نہیں ہوگا مثلاً فرض کرو کمزوری تپ ہے قلب میں اور وہ دوائی یا علاج ہے جگر کا۔ یا مرض ہے کان سے متعلق اور دوائی ڈالی گئی آنکھ میں تو مرض کیونکر دور ہو سکتا ہے یا اسی طرح کسی اور عضو میں تکلیف ہو لیکن علاج اس کی بجائے کسی اور کا کیا جائے تو صحت نہیں ہوگی۔

صحت اسوقت ہوگی جبکہ اصل نقص کو معلوم کرکے علاج کیا جائیگا۔ یا کسی خاص عضو میں مرض ہوگا اور انسان اسکا پتہ لگائیگا اور پھر علاج کریگا۔

اسی طرح ایک ایسا انسان جو اپنے ایمان میں نقص دیکھتا ہے وہ خیرات میں ترقی کرتا ہے اور دس روپیہ کی بجائے بیس روپیہ خیرات کرتا ہے لیکن فرض کرو کہ اسکے ایمان میں جو کمی ہے وہ صدقہ نہ دینے کی وجہ سے نہیں بلکہ فرائض میں کوتاہی کے سبب سے ہے۔ تو اسکی کوشش رائگاں جائے گی یا کسی اور عمل کے ترک کرنیکی وجہ سے ہو مگر وہ فرائض کے ماسوا نوافل اور تہجد کا بھی بہت اہتمام کرتا ہے۔ ان اعمال کا نتیجہ کسی اور رنگ میں تو اسے ملیگا مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اصلی نقص جس کے باعث اسے ایمانی لذت میں کمی ہے وہ دور ہو وہ اس طرح رہے گی۔

میرے پاس بہت سی شکایات اس قسم کی باہر سے آئی ہیں اور یہاں بھی سنی ہیں مینے ان کو سن کر پسند کیا کہ اس امر کے متعلق بتاؤں کہ ایمان کس طرح کامل ہوتا ہی۔ اور ایمانی سرور اور لذت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ روحانی امراض میں بھی اسی طرح شفا حاصل ہوتی ہے جس طرح جسمانی امراض سی میرے دونوں خطبوں سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ لوگ کس طرح غلطی کہاتے اور نقصان اٹھاتے ہیں دیکھا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اپنے میں خشیت الہی اور تقوی اللہ نہیں پاتا اور اسکو وہ اطمینان حاصل نہیں ہوتا جو ایمان کا نتیجہ ہے تو وہ مثلاً نمازیں زیادہ پڑھنی شروع کرتا ہے صدقات میں بھی زیادتی کرتا ہے لیکن ضرورت یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ اصل نقص کیا ہے ہے نماز۔ روزہ صدقہ خیرات۔ ان میں ہر ایک ایمان کا جزو ہے۔ ان میں سے کسی ایک پر بلا سبب زور دینا اصل نقص کو دور نہیں کر سکتا مثلاً آنکھوں میں سرمہ ڈالے اور درد ہو کان میں تو کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔ یا انگلی میں درد ہو اور زنک لوشن یا نیلا تھوتھا ڈالے آنکھ میں تو اسکا کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا ضرورت تو مرض کے مطابق علاج کرنے کی ہے۔

ایک عمارت جو اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اس میں روشندان نہ ہو منفذ تو ہو مگر شیشہ نہ لگائے گئے ہوں جن سے بارش کی بوچھاڑ اور ہوا کے جھونکے رک سکیں اور صاحب مکان خیال کرے کہ اس مکان کے گرد نہایت عمدہ ہیں چھت بھی بہت پختہ ہے۔ پھر ان یا دوبارش کے حملوں سے کیوں تکلیف ہوتی ہے تو یہ اسکی غلطی ہے کیونکہ اس کمی کی اصلاح گرد دیوار وغیرہ کا مضبوط ہونا نہیں کر سکتا جو سوراخوں میں شیشے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

اسی طرح ممکن ہے کہ کوئی شخص نماز میں نہایت چست ہو۔ روزوں میں باقاعدہ ہو اور صدقہ و خیرات میں نہایت پابند احکام شرع ہو تاہم اسکے ایمان میں کچھ کمی ہو جس کو وہ شخص محسوس کرتا ہو۔ اگر وہ تفصیلی طور پر اپنے اعمال پر نظر ڈالیگا تو وہ معلوم کرلیگا کہ میرے فلاں حصہ ایمان میں کمی ہے۔ اور وہ اسکی اصلاح کرلیگا بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ صحیح تشخیص کے بعد تھوڑی دوائی بھی مرض کو دور کر دیتی ہے لیکن عدم تشخیص کی صورت میں ایک بڑی قیمتی دوائی بھی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

اسی طرح گو وہ اعمال جن پر ایمان کی کمی محسوس کرتے ہوئے لوگ زور دیتے ہیں کتنے ہی مفید اور اعلیٰ درجہ کیوں نہ ہوں مگر ان نتائج میں وہ چیز حاصل نہیں ہوگی جس کی کمی انہیں محسوس ہوتی ہے۔ ہاں! کبھی تو صحیح نتیجہ نکل سکتا ہے لیکن ہمیشہ نتائج صحیحہ مرتب نہیں ہو سکتے۔

پس اگر ایمان کی تکمیل کی ضرورت ہے تو انسان کو چاہئے کہ اپنے اعمال کی تفصیل پر نظر کر ہر ایک عمل کو لیکر اللہ تعالے کے احکام کو دیکھے پہلے اپنے ایک عمل کو لے پھر اس کے متعلق قرآن میں دیکھے کہ کیا میرا یہ عمل قرآن کے حکم کے مطابق ہے یا خلاف؟ پھر دوسرے کسی عمل کو دیکھے پھر تیسرے کو دیکھے مثلاً بخل ہے ایک شخص زکوۃ تو مقررہ دیتا ہے نماز روزہ کا بھی پابند ہے مگر اسکا دل مطمئن نہیں ہوگا کیونکہ بخل جو ہے وہ اسمیں پایا جاتا ہے جس کی قرآن پاک مذمت کرتا ہے کیونکہ بخل جو ہے وہ انسان کو منافقت کی طرف لیجاتا ہے یا کوئی اور شخص ہو وہ اور تو تمام احکام شرعیہ پر عامل ہو مگر ظلم کرتا ہو تو وہ بھی ایمانی لذت سے محروم رہیگا اور ایمان کا کمال نہیں پیدا کرسکیگا

اسکو بھی چاہئیے کہ وہ اپنے ایمان کا محاسبہ کرے اور دیکھے کہ میرے ایمان میں کوئی کمی ہے۔

غرض تفصیلات کے دیکھنے سے انسان میں بصیرت پیدا ہو جاتی ہے جب کوئی انسان اعمال یا عقائد پر تفصیلی نظر کرتا ہے تو اسکو وہ سوراخ نظر آجاتا ہے جس کے باعث اسکا ایمان ناقص ہوتا ہے اسوقت وہ اس کی اصلاح کر لیتا ہے۔

اسلئے اس تمہید کے بعد میں چاہتا ہوں کہ تفصیلی طور پر ایمان کے متعلق بتاؤں۔ تفصیل دو قسم کی ہے (۱) اعمال ہیں (۲) عقائد ہیں۔ ان میں سے کسی ایک میں بھی نقص ہو تو عرفان میں نقص ہو گا۔ ایمان صرف عقائد صحیحہ کا ہی نام نہیں۔ بلکہ اسمیں اعمال صالحہ بھی داخل ہیں۔ دل میں عقیدہ ہو اور اس عقیدہ کا اظہار ہو اور اسکے مطابق عمل ہو یہ ایمان ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ان تینوں چیزوں کے مجموعہ کا نام ایمان رکھا ہے۔ پس ایمان جب ہی مکمل ہوگا جب یہ تینوں حصے قائم ہوں، ایسی حالت میں انسان کیلئے خدا تعالیٰ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ اسمیں خدا کے جلال کا مشاہدہ کرتا ہے اور اوسپر ایک موت وارد ہو جاتی ہے ممکن ہے بعض لوگوں کو اس طریق سے مستثنےٰ کیا جائے اور خود خدا ان کو اپنی طرف کھینچے مگر عام قاعدہ یہی ہے کہ ایمان کا حصول قواعد کے ماتحت ہوتا ہے پس ضروری ہے کہ پہلے دل میں عقائد پر یقین ہو اور اسکا اظہار ہو اور اس پر عمل ہو۔ ایک ایمان تو صرف مان لینے کا نام ہے مگر میری ایمان سے مراد وہ ایمان ہے جو ثمرات والا ایمان ہے زبانی ایمان نہیں اس درخت ایمان سے مرادی جس کے ساتھ ضروری ہے کہ عقائد صحیحہ ہوں اظہار ہو اور اعمال ہوں۔

اب معلوم ہونا چاہئیے کہ تفاصیل میں بعض فروعات ہیں اور بعض اصول ہیں فروعات کے نقائص اعلےٰ مدارج میں روک ہوتے ہیں لیکن اصول میں کمی آنا ایمان کو زائل کر دیتا ہے کیونکہ اصول سے تو ایمان پیدا ہوتا ہے فروعات میں سے اگر کسی شخص میں کچھ نقص ہو تو پھر مقابلہ اس طرح ہوگا کہ جتنی کسی فرع میں کمی ہوگی وہ اتنا ہی نیچے درجہ میں ہوگا اور جس نے جسقدر فروعات کو پورا کیا ہوگا وہ درجات عرفان میں بلند ہوگا یہ مقابلہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ آم کے دو اعلیٰ درجہ کے درختوں میں ہو کہ ایک میں پھل زیادہ آئیں اور دوسرے میں کم یعنی مقدار کا مقابلہ ہوگا۔

ایک مکان نہایت اعلیٰ درجہ کا تعمیر کیا جائے جو نہایت خوبصورت ہو اسمیں بظاہر کوئی نقص بھی نہ معلوم ہوتا ہو مگر جب اسکو کوئی انجینیر دیکھے اور دقت نظر کے بعد بتائے کہ کچھ نقص ہے تو وہ نقص فرعی ہوگا۔ ایسا نقص عمارت کی شان میں مضبوطی اور آرام میں کوئی نقص پیدا نہیں کریگا پس اصول کی موجودگی میں ایمان ہے۔ اور فروعات کی موجودگی میں مدارج عالیہ حاصل ہوتے ہیں۔

اب اظہار عقیدہ کے متعلق کچھ بیان کی ضرورت نہیں سوائے مختصر کے کہ کس طرح اظہار کرے مگر ضرورت اعمال کے متعلق بیان کرنے کی ہے۔

چونکہ اعمال ایسے ہیں جو صاف نظر آتے ہیں اسلئے میں پہلے اعمال کے حصہ کو بیان کرونگا۔ انشاء اللہ ارادہ ہے کہ ایک وعظ لیکر جب تک مناسب ہو ان کی تفصیل بیان کر دیا کروں لیکن بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا اثر دل سے دل پر پڑتا ہے صوفیاء کا طریق تھا کہ دل سے دلکو پڑھاتے تھے وہ تمام سبق اسی طرح پڑھتے تھے وہ بات زبان سے حاصل نہیں ہو سکتی جو ایک قلب نے دوسرے قلب کو بجلی کی رو کی طرح حاصل ہوتی ہے الفاظ کا اثر کانوں کے ذریعہ ہوتا ہے مگر الفاظ بعض کیفیات کے متحمل نہیں ہو سکتے اصل سبق تو وہی تھے جو قلوب کے ذریعہ توجہ سے ہوتے تھے مگر آجکل کے جھوٹے صوفیوں نے جسکا نام توجہ رکھا ہے یہ نہیں وہ سچی خواہش اور کامل تزکیہ سے حاصل ہوتی ہے جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظل اور بروز رکھا ہے ایک شخص خواہ کیسا ہی فصیح البیان ہو الفاظ کے ذریعہ ایک تصویر کو نہیں دکھا سکتا۔ لیکن اگر فوٹو سامنے رکھدیا جائے تو فوراً تصویر کی تمام چیزیں نظر آجائینگی یہ سبق نہایت کارآمد اور اہم ہے لیکن اسکی طرف توجہ نہیں کی گئی پس بعض تفصیلات الفاظ کے ذریعہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ بروز کے طور پر آتی ہیں مثلاً کوئی شخص کہتا چلا جائے کہ ناک ایسی ہے کان ایسے ہیں آنکھ ایسی ہے مگر کوئی چیز ہو بہو سمجھ میں نہیں آسکتی ہاں فوٹو کے ذریعہ سب کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔

قرآن میں ایسے الفاظ کو لیا گیا ہے جو دیکھنے کے ساتھ ہی ظاہرا الفاظ سے کہیں زیادہ دل پر اثر کرتے ہیں اور عجیب حقائق و معارف دل پر ان بعض الفاظ سے کھلتے ہیں یہ بات مینے حضرت صاحب کے کلام میں بھی دیکھی ہے آپ کی کتاب کو پڑھتے ہوئے عجیب عالم ہوتا ہے۔ آپ کے کلام سے الفاظ کے علاوہ اور عجیب کیفیت دلپر طاری ہوتی ہے جو تمام الفاظ کے ذریعہ ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح قرآن مجید کو پڑھے تو قلب میں ایک خاص حالت پیدا ہو جائے گی۔

مینے حضرت صاحب کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی میں ہر ایک کتاب کو تھوڑے وقت میں بہت پڑھ سکتا ہوں لیکن براہین احمدیہ کو میں بہت دیر میں بہت ہی تھوڑا پڑھ سکتا تھا وجہ یہ کہ ایک ایک سطر پر دل کی حالت اور سے اور ہوتی جاتی تھی اور نہیں معلوم ہوتا تھا کہ ہجوم مضامین کے باعث میں میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہوں پس ان الفاظ میں معنی مخفی ہوتے ہیں جو دل پر کھلتے ہیں۔ ان کے پڑھنے کے بھی اصول ہیں

غرض تفاصیل میں ایسے حصہ ہیں جنکو الفاظ میں ادا نہیں کیا جا سکتا وہ قلبی طور پر حاصل ہوتے ہیں بعض دفعہ خاموشی میں ہی وہ حاصل ہوتے ہیں تاہم میں نمونہ کے طور پر اعمال و عقائد کے متعلق کچھ بیان کرونگا۔ لیکن وقت آج ہی نہیں رہا انشاء اللہ اگلے جمعہ میں بیان کرونگا۔

علاقہ یاغستان میں شُدھی
اور
اُسکی اصل حقیقت

اخبار مسافر آگرہ نے مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کے پرچہ میں بڑے فخر کے ساتھ لکھا تھا۔ کہ :-

"اس بات پر ہم بجا ناز کر سکتے ہیں کہ جو سچائی رشی دیانند نے ہمارے ہاتھ میں دی ہے وہ ایسی زبردست ہے کہ تاریکی کے مضبوط سے مضبوط پردوں کو بھی چیرتی ہوئی پار نکل جاتی ہے جسکا تازہ ترین ثبوت یہ ہے کہ کل پٹھانوں کے سرحدی علاقہ یاغستان سے ایک آریہ پٹھان کا خط ہمیں موصول ہوا ہے جسمیں اس شیر مرد نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ اس علاقہ میں رشی دیانند اور شہید لیکھرام کے خون کے پرتاپ سے کئی پٹھان اسلام کو چھوڑ کر ویدک دھرم کی شرن میں آ گئے ہیں جس کی وجہ سے سرحدی علاقوں میں بڑی ہلچل مچی ہوئی ہے راقم مضمون مولوی بدر الفت صاحب خود بھی مسلمان پٹھان تھے اور سب سے پہلے انہوں نے ہی ویدک دھرم قبول کر کے اپنا نام بدر الفت سے بدری ناتھ رکھا بعد کو انہوں نے عبد الرحمن خان و عبد السبحان خان نامی دو پٹھانوں کو اور ویدک دھرم قبول کرایا۔ اور اسکے بعد کئی ایک پٹھان اور شدھ ہوئے۔"

اسکے ساتھ ہی مسافر آگرہ نے بدر الفت یا بدری ناتھ کے نام سے ایک خط بھی شائع کیا تھا۔ جسمیں لکھا ہوا تھا کہ میں علاقہ بونیر کا باشندہ ہوں علم عربی میں خاص شہرت رکھتا ہوں میری کوشش سے چند آدمی شدھ ہو گئے ہیں دو سو پٹھان شدھ ہونے والے ہیں۔

اسکے متعلق جناب قاضی محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور کو بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے مندرجہ ذیل مضمون برائے اشاعت بھیجا ہے جس سے مسافر آگرہ اور دوسرے آریہ اخبارات کے اس فخر اور ناز کی حقیقت کھل جاتی ہے جو انہوں نے یاغستان میں فرضی شدھی پر کی تھی کیا اب وہ تیار ہونگے کہ اس غلط بیانی کی تردید شائع کر دیں یا اسکا ثبوت پیش کریں مسافر آگرہ کو ہم خاص طور پر اسطرف توجہ دلاتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

ماہ دسمبر ۱۹۱۷ء میں جب خاکسار دار الامان قادیان سالانہ جلسہ کی تقریب پر پہنچا تو ۲۵ دسمبر ۱۹۱۷ء کو یا دوسرے دن برادر مکرم شیخ عبد الرحیم صاحب نیر محرر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات ہوئی آپ نے ایک آریہ اخبار کا ایک مضمون میرے ہاتھ میں دیا اور اسکے ساتھ حضرت صاحب کا بھی فرمان تھا کہ اسکی تحقیق کیجائے کہ کہاں تک درست ہے خاکسار نے جب اصل مضمون مطالعہ کیا تو اسمیں تحریر تھا کہ کوئی مولوی بدر الفت نامی آریہ ہو گیا ہے اور اسکا نام بدری ناتھ رکھا گیا ہے اسی طرح اور کئی نام تھے اور ساتھ ہی تحریر تھا کہ دو سو کے قریب اور لوگ بھی آریہ ہو گئے ہیں اور یہ سب لوگ یاغستان سرحد کے باشندے ہیں اور اس بات پر اس آریہ اخبار نے بہت کامیابی کا راگ الاپا تھا کہ گویا یاغستان سرحد میں آپکے سماج کی ترقی ہو رہی اور قلوب ناظرین فتح ہو رہے ہیں۔

چونکہ خاکسار سرحد کا باشندہ ہے اور قریباً سرحد کے تمام یاغستانی علاقوں سے واقف ہے لہذا خاکسار کو یہ بات نہایت ہی لغو اور بیہودہ اور ایک ناحق سے بڑھکر نظر آئی اور اسی وقت خاکسار نے کئی وجوہ سے تردید کی۔

اس بات کی وضاحت کے واسطے میں ناظرین اخبار کو شاید جلدی ہی مطلع کر دیتا کہ آریہ سماج کے جس مخبر نے یہ جھوٹ بولا ہے اسنے سخت اخلاقی کمزوری سے ہندوستان کے آریہ سماج پبلک کو دھوکا دیا ہے مگر میںنے اسوقت تو اس بات کو ایک قابل نفرت دروغ خیال کر کے نسیاً منسیاً کر دیا مگر اگلے دن اخبار وکیل امرتسر کے کسی پرچہ پر نظر پڑی جس نے اہل سرحد اور کارکنان اشاعت و تبلیغ اسلام کو سخت ملامت اور شرم دلائی تھی لہذا اسکی تردید کرنا اب ضروری امر معلوم ہوا کیونکہ مسلمان پبلک بھی مغالطہ میں مبتلا ہونے لگی ہے سرحد پر یاغستان کے یہ علاقے ہیں ضلع ہزارہ کی سرحد پر نواب امب کی ریاست رکیت کیل اور کالا پہاڑ ضلع پشاور کے ارد گرد گدون یا بدون۔ بونیر سوات باجوڑ۔ آسمان خیل۔ مہمند۔ شیواری۔ ملاگوری آفریدی۔ آدم خیل۔ ضلع کوہاٹ کے گرد و نواح میں آفریدی۔ اورک زئی۔ کرم۔ خوست۔ وزیر ضلع بنوں سا وزیر۔ داوڑ بھٹنی مانی۔ ضلع اسماعیلخان بھٹنی مانی محسود یا مسعود اور شیرانی۔

قریباً یہ سب لوگ افغان ہیں ضلع ہزارہ کے کالا پہاڑ کے لوگ بالکل بےعلم مگر سخت متعصب مسلمان ہیں وہاں سماج کی دال ہرگز نہیں گل سکتی ریاست امب میں اسلامی اثر اسقدر ہے اور وہاں ایسا بیدار مغز مسلمان نواب حکمران ہے کہ وہاں لالہ صاحبان کا شُتر گھس نہیں سکتا کیا اور کہیل اور جدعون یا گدون بونیری۔ سواتی۔ باجوڑی۔ اتمان خیل۔ مہمند۔ شواری۔ آفریدی آدم خیل۔ وزیر مسعود بھٹنی مانی اور شیرانی اور متعصب سنی افغان ہیں اول تو وہ ہرگز سنی مذہب ترک کرنے والے نہیں اور اگر نہایت ہی ناممکن امر ممکن ہو سکے تو عیسائی ہو جاوینگے کہ ایک تو اہل کتاب ہیں اور ہم فاتح قوم ہیں۔ سوم گوشت خور قوم ہے لیکن ناممکن اور سخت ناممکن امر جو کبھی ممکن ہونے والا نہیں وہ یہ ہے کہ یہ افغان قوم ہندو بننا پسند کریں کیونکہ ہندو قوم کو وہ کئی وجوہ سے ذلیل اور قابل نفرت خیال کرتے ہیں اول تو اہل کتاب نہیں دوم ہمیشہ افغانوں کی رعیت اور مغلوب اور ماتحت رہے ہیں سوم دال خور ہیں۔ چہارم بنیا قوم ہے۔ پنجم خود ہنود کو یہ جرات نہیں کہ شہروں سے باہر دیہات میں بھی اپنے مذہب کا ذکر تک افغانوں کے سامنے کر سکیں پھر حیرانی ہے کہ اس قوم کو کس طرح یاغستان میں اتنی جرات ہوئی کہ اپنے مذہب کا پرچار کریں اور کئی افغانوں کو شدھ بھی کر لیا۔

باشندگان کرم اور اورک زئی اقوام تو شیعہ ہیں اور علاوہ بالا وجوہ کے جو افغانوں کو ہنود سے نفرت ہے شیعہ تو اس سے بھی بڑھکر اور بھی قابل نفرت جانتے ہیں اور بسبب اسکے کہ وہ مشرک اور نجس ہیں شیعہ ان کے ہاتھ سے کھانا تک بھی پسند نہیں کرتے چہ جائیکہ وہ انکی مذہبی بات کو کان دھر کر سنیں۔

مزید برآں سرحد میں مردوں کا نام تو بدر الفت ہرگز نہیں ہوا کرتا اور نہ کسی کا ہے ہاں ممکن ہے

کہ کسی عورت کا نام بدرالفت ہو اور مناسبت اس نام کو اس فرضی آریہ سے اسواسطے بھی ہے کہ ہندو کی بیویاں پردہ تو نہیں کرتیں مگر یہ بدرالفت یا بدری ناتھ ایسے پردہ میں مخفی ہے کہ ہمکو تمام سرحد میں اسکا پتہ تک معلوم کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔

جناب خان بہادر سعد اللہ خان صاحب احمدی رئیس خٹک و صوبیدار میجر سیوی ملاکنڈ بھی اسوقت جلسہ میں موجود تھے اور سرحد کے تمام علاقوں کے احباب بھی تھے جسوقت یہ ذکر ان سے کیا گیا ہے سب نے اسپر قہقہہ لگایا۔ خان بہادر موصوف کو اقوام یاغستان کے بڑے حصہ سے خود بسبب ملازم سرکاری ہر وقت تعلقات پڑتے ہیں۔

جہانتک ہماری تحقیق ہے آریہ سماج کے مخبر نے غلط اور جھوٹی خبر آریہ اخباروں میں شائع کی ہے آریہ اخبارات نے فرضی فتح سنائی ہے اگر وہ مخبر یا آریہ اخبارات راستی اور صداقت پر ہیں تو کیا وہ بہت جلدی ہندوستان کی پبلک کو علاقہ تنسبر کے اس گاؤں سے جس کے باشندے اسلام کو ترک کرکے آریہ ہوگئے ہیں آگاہ کرینگے۔ تاکہ ہم خود یا ہمارے دوسرے دوست اس بات کی تصدیق کریں کہ آریہ اخبارات نے کذب بیانی سے کام نہیں لیا لیکن ہم پبلک کو قبل از وقت آگاہ کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہرگز نہیں کرسکینگے کیونکہ وہ جھوٹے ہیں۔

ہمیں تو آریہ سماج کی اس کارروائی سے ان شدھیوں پر بھی شک پیدا ہوگیا ہے جو وہ اکثر ریاستہائے ہندوستان کے بارے میں مشہور کرتے رہتے ہیں وہ بھی اسی قبیل کی شدھیاں ہونگی۔ آریہ اخبارات میں جس مولوی بدرالفت کے نام کا خط شائع ہوا ہے وہ بھی یقیناً کسی ہندو عیار کی جعلی تحریر ہے جو اپنے ناظرین کو الو بنا رہا ہے۔ بدرالفت اور بدری ناتھ کے دونو نام ہی اسی جعل کی بو سے مطلع کرتے ہیں کہ دیدہ دانستہ بدرالفت نام مقرر کرکے اس سے بدری ناتھ بنایا گیا ہے کیونکہ یہ نام افغانوں میں ہرگز نہیں ہوتا۔

امید ہے کہ دوسرے اسلامی پرچے اس مضمون کو کثرت سے شائع کرکے تمام اطراف میں ان کے کذب کا بطلان کرینگے کہ مسلمانوں کے دل بیجا پریشان نہ ہوں۔ اور آریہ سماج کی بہتان کی حقیقت سے آریہ خود آگاہ ہوں۔ (خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ پشاور)

منبع اسلام کا مصنف کون ہے؟
مولوی محمد علی صاحب بتائیں

حال میں میری نظر سے غیر مبایعین کی انجمن کی طرف سے شائع شدہ ایک رسالہ جس کا نام "اسمہ احمد" ہے گذرا ہے اسکے ٹائٹل پیج کے آخری صفحہ پر بعض کتابوں کی فہرست دیگئی ہے جنمیں سے ایک کا نام "منبع اسلام بجواب ینابیع الاسلام" ہے اور اسکے بالمقابل لکھا ہوا ہے "از قلم حضرت مجدد الدین مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں عرصہ تک جو مضامین ینابیع الاسلام پر نکلتے رہے۔ انکو یکجا جمع کرکے رسالہ کی صورت دیدی گئی ہے"۔

اسکے متعلق مجھے دو باتیں دریافت کرنی ہیں اول یہ کہ کیا جون سنہ ۱۴ء میں جبکہ یہ اشتہار دیا گیا ہے مولوی محمد علی صاحب رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے دوم یہ کہ منبع اسلام بجواب ینابیع الاسلام کے عنوان سے جو مضامین ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوتے رہے ہیں وہ ان کے لکھے ہوئے ہیں یا کسی اور کے۔ امر اول کے متعلق تو غیر مبایعین کی انجمن کا وجود ہی جس کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہوا اور جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بالمقابل بنائی گئی ہے کافی ثبوت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا ریویو آف ریلیجنز چھوڑ کر مرکز احمدیت سے ہی قطع تعلق ہوچکا تھا جب حقیقت یہ ہے تو معلوم نہیں کہ اس غلط بیانی اور دھوکہ دہی کو کیونکر جائز سمجھا گیا۔ کیا ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان مولوی محمد علی صاحب کے نام کا کوئی ایسا جزو ہوگیا تھا۔ جو ریویو آف ریلیجنز کو ایڈٹ کرنا تو الگ رہا اسکے خریدار تک نہ ہونے کی صورت میں بھی ان کے نام سے جدا نہیں ہوسکتا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں "ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان" کے الفاظ لکھکر لوگوں سے تعارف کرانا دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسرا امر یہ ہے کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں عرصہ تک جو مضامین ینابیع الاسلام پر نکلتے رہے ہیں ان کے لکھنے والے مولوی محمد علی صاحب تھے یا کوئی اور صاحب اگر تو اس لحاظ سے ان مضامین کو مولوی محمد علی صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ ان ایام میں وہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے تو پھر ان مضامین کو بھی انہیں کے قلم سے نکلے ہوئے کہنا چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ان دنوں رسالہ میں شائع ہوتے رہے ہیں لیکن اگر اس لحاظ سے مولوی محمد علی صاحب کی طرف ان مضامین کو منسوب نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہی انکے لکھنے والے ہیں تو کیا اسکے متعلق وہ اپنی تصدیق شائع کرائینگے۔ جہانتک میرا خیال ہے اور خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے یہ مضامین جناب مولوی مولانا شیر علی صاحب بی اے کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں اور امید ہے کہ مولوی محمد علی صاحبکو بھی اس بات کی تصدیق کرنیکے سوا چارہ نہیں ہوگا لیکن باوجود اسکے انکی موجودگی میں ایک کتاب کے اشتہار دیا جاتا اور اسکو خواہ مخواہ انکے زور قلم کا نتیجہ بتایا جاتا ہے۔ اور وہ اس دھوکہ دہی کی طرف خیال بھی نہیں کرتے بلکہ میں نے سنا ہے کہ انہیں مضامین کا مجموعہ جو انگریزی میں چھپا ہے اسے بھی مولوی محمد علی صاحب ہی کی طرف منسوب کیا گیا ہے اگرچہ علمی اور اخلاقی دنیا میں یہ ایک ایسا جرم ہے جو ہرگز ہرگز معاف کئے جانے کے قابل نہیں ہے لیکن میں اسے معمولی قرار دے لیتا ہوں — اگر اسکا تعلق ایک ایسے شخص سے نہ ہوتا جو ایک گروہ کا لیڈر اور سرگروہ ہونیکا دعویدار ہے اور جو آئے دن دوسروں پر زبان طعن دراز کرتا رہتا ہے۔

کیا اب میں امید رکھوں کہ مولوی محمد علی صاحب اس غلط بیانی اور دھوکہ دہی کی اصلاح کی طرف توجہ کرینگے یا اس بات کا ثبوت دینگے۔ کہ یہ مضامین انہیں کے لکھے ہوئے ہیں +

(خاکسار غلام محمود)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں پیغام میں

میں کئی مضمونوں میں پھر پرائیویٹ خطوں میں مخالف میاں جان پیغام کو خدا کے واسطے دے دے کر طرح طرح سے منتیں سماجتیں کر کر کے یہ کہہ چکا ہوں کہ جو تمہارا عقیدہ ہے (مسیح موعود غیر نبی تھے) بیشک بیان کرو اسکے دلائل دو مگر خدا را میرے مرشد میرے ہادی میرے آقا خدا کے برگزیدہ رسول - پانچ لاکھ مسلمانوں کے روحانی پیشوا - حقانی مقتدا کی ہتک نہ کرو - اسے گالیاں دے دے کر ہمیں دکھ نہ دو - اسکی شان میں نامنزا الفاظ نہ کہو کیونکہ تمہارے نام کیساتھ احمدی کا لفظ دیکھکر تکلیف ہوتی ہے شرم آتی ہے جب تم اس کے ہو کر اسکی مخالفت کرتے ہو جس سے دین کی عقل سیکھی اسی کو نادان بناتے ہو مگر یہ لوگ کچھ اس مٹی کے ہیں کہ باز نہیں آتے اور ذرا نہیں لجاتے جس بات سے روکو اسی کو بار بار کرتے ہیں اور حرام موت مرتے ہیں حالانکہ مسیح نے انکو زندگی بخشی تھی پچھلی باتوں پر خاک ڈالو - ۱۳ر فروری کا پیغام ناظرجام دیکھو محرم از علیے (محمد حسین) کا مضمون محمودی اور احمدی کی بحث لکھتا ہے -

"یہ بے علمی کی شامت ہے کہ ایک نادان کے اس قول کو حجت سمجھ لیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی محدث ہوتا ہے یہ لفظ کوئی عقلمند اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا کہ ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے نبی کو محدث کہنا تو اسکی نبوت سے جواب دینا ہے یہ تو عقل و نقل کے بھی خلاف ہے کہ ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے"

او بدبخت کیا تجھے معلوم ہے (ضرور معلوم ہے) کہ "نبی محدث ہوتا ہے" کس کا قول ہے؟ او احسان فراموش تو جانتا ہے (ضرور جانتا ہے) کہ یہ بے علمی کی شامت زدہ تو نے کسکو کہا ہے! او گستاخ یہ تو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ہادی و رہنما ہمارے مقتدا و پیشوا کا قول ہے کیا اسی مقتدا کو تو بے علم کہتا ہے اسی کو نادان بنایا ہے اسی کے بابت ہی یہ کہتا ہے کہ کوئی عقلمند یہ اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا - کیا اسی نے تمام نبیوں کو محدث کہکر انکی نبوت سے جواب دیا - نہیں نہیں اسنے تو تمام نبیوں کا نام روشن کیا - تو جھوٹا ہے خدا کا مرسل سچا ہے اسکا قول عقل و نقل کے خلاف ہو سکتا ہے جس کی قوت قدسیہ نے تمہارے امیر کو بھی ایک وقت نعمت ایمان سے مشرف کیا اور جس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی وہ محمد علی نہیں ہے جس کو تم حضرت امیر ایدہ اللہ لکھتے ہو دیکھو کچھ شرم کرو آخر احمدی کہلاتے ہو اپنے محسن کو گالیاں نہ دو بیشرم نہ بنو مگر تم بھی مجبور ہو حضرت اقدس کا الہام کیونکر پورا ہوتا - لاہور میں ایک بے شرم - جاؤ نہیں کہتا بلکہ کہتا ہوں آؤ توضیح مرام دیکھو کہ اسمیں لکھا ہے

فاعلم ارشدک اللہ تعالیٰ ان النبی محدث

چونکہ تمہارے لئے رشد سے کچھ حصہ نہ تھا اسلئے تم نے یہ نہ مانا کہ "ہر نبی محدث ہوتا ہے"

اخیر میں امیر پیغام کی بے نیاز سرکار میں آنریری سکتر تقوٰی بیگ کی جناب میں سید محمد حسین کی درگاہ میں شیخ رحمت اللہ کے حضور میں - مولوی غلام حسن خانصاحب کی بارگاہ میں اور سید محمد احسن صاحب کے دربار میں ہاتھ جوڑ کر پاؤں پڑ کر عرض کرتا ہوں کہ خدا را ہمارے مقتدا ہمارے ہادی و رہنما کو بے علم اور نادان نہ کہو باقی جو چاہو کرو -

مولوی ثناء اللہ مباہلہ کرتے ہیں

ہم سے نہیں ہم سے تو مباہلہ کا نام سنکر ان کی روح فرسودہ ہو جاتی ہے ہاں اپنے ہم مشرب اپنے حریفوں مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور قاضی عبد الاحد صاحب خانپوری سے فرماتے ہیں -

"میں مباہلہ کو بھی تیار ہوں ×× مگر یاد رہے کہ مباہلہ میں کوئی لمبی چوڑی تقریر کرنیکی کسی کو اجازت نہ ہوگی بلکہ صرف ہی دعا ہوگی جو سنت ہے یعنے میں کہونگا خداوندا میں مسلمان ہوں میرے مخاطب جناب مجھکو کافر کہتے ہیں جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے اس پر لعنت کر آپ اسکے برخلاف کہیں گے"

کیا ہم مولوی ثناء اللہ صاحب سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود سے کیوں مباہلہ نہیں کرتے تھے اور اخیر تک جی چراتے جان بچاتے رہے کیا یہ کھلا کھلا ثبوت اس بات کا نہیں ہے کہ مسیح موعود کی صداقت کا سکہ آپکے دل پر بیٹھ چکا تھا اسلئے جرأت نہ کر سکتے تھے سامنے اپنی موت نظر آتی تھی آگے نہ بڑھتے ورنہ کیا وجہ ہے؟ کہ جنہیں مسلمان اور پھر اہلحدیث سمجھتے ہو ان سے تو مباہلہ کو آمادہ ہو - اور جسے مفتری علی اللہ اور غیر مصدق فی دعوی النبوۃ جانتے ہو اس سے مباہلہ کی ہمت نہ پڑی - دانت نکال لئے اور کہنے لگے یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں - خدا کے نبی تو حلیم کریم ہوتے ہیں وغیر ذالک کیونکہ مباہلہ کے سوال پر یہ جھگڑا آپ نے اٹھایا کہ لعنت کا مفہوم واضح کرو عذاب کی تعیین کر لو - کیا اب غزنوی اور خانپوری سے بھی عذاب کی تعیین کرائی ہے یا اب بھی سنت رسول ہے کہ لعنت کا لفظ عام رکھا جائیگا جو خدشات اسوقت تھے کہ سر درد اور زکام لعنت نہ بنجائے اب کیوں نہیں اچھا یہ باتیں تو آپکے نزدیک پرانی ہو چکی ہونگی - یہ فرمائیے کہ ابھی حسن نظامی کے معاملہ میں آپنے معالم التنزیل کا حوالہ پیش کیا کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہو جاتا ہے اور آپکے علماء دہلی اور مباہلہ کے ہدف مولوی عبد السلام نے لکھا کہ مباہلہ جب کرتے ہیں جو اسی وقت بندر اور سور بنائے جاویں کیا اب ان احادیث و تفاسیر کے مطابق اس مباہلہ کے نتیجے میں بھی ہم فریقین (غزنوی ثنائی) میں سے کسی ایک کو اسی روز بندر و سور بنا ہوا دیکھ لینگے یا ایک سال انتظار کرنا پڑیگا -

اخیر میں اپنے دیرینہ کرمفرما ابو الوفا مولوی ثناء اللہ صاحب سے عرض پرداز ہوں کہ آیا آپ ہم میں سے کسی کیساتھ بھی (مبشر اسلام میر قاسم علی صاحب بھی حاضر ہیں) مباہلہ کرنے کو آمادہ ہیں اگر اہلحدیث کے تم امام مقام بنکر آؤ تو میں امید کرتا ہوں سیدنا خلیفۃ المسیح بھی توجہ فرمائینگے - ورنہ ان کے غلام تو ہمہ تن آمادہ ہیں ہے ہمت! جرات کر کے خواجہ حسن نظامی کا داغ بھی دھو دو -

(از گوبیکے)
اکمل
۱۶ر فروری ۱۸ء

ہنگامہ یورپ

حالات روس

روس میں جرمنی پیشقدمی۔ لنڈن ۲۳ فروری۔ ۱۸ فروری کو جرمنی نے روس کے خلاف جنگی کارروائیاں شروع کی تھیں اسوقت سے لیکر اب تک جرمن فوجیں بالاوسط پچاس میل روسی علاقہ کے اندر پیشقدمی کر چکی ہیں صرف ایک مقام ہمیں میں روسیوں نے تھوڑی بہت مدافعت کی اور کچھ دیر تک ایک مختصر سی روسی جمعیت کثیر التعداد حریفوں کا مقابلہ کرتی رہی بجز اس مقام کے اور سب مقامات پر روسی دم دبا کر بھاگ گئے اور توپیں اور سامان جنگ چھوڑتے گئے۔

روس کی اندرونی حالت۔ جرمن حملہ کے مقابلہ میں بولشویک گورنمنٹ کا یہ حال ہو کہ غنیم کا آگا روکنے کے لئے کسی قسم کی فوجی تیاری کرنے کی بجائے سست اور لاطائل احتجاج شائع کر رہی ہے اور ساتھ ہی اپنے ہموطنوں کو تہ تیغ کر رہی ہے۔

جرمنوں کے متعلق خیال۔ پیٹروگراڈ کی آبادی فاقے کھینچ رہی ہے بولشویک لوگوں کو طرح طرح کے عذاب دے رہے ہیں اور ستا رہے ہیں اور جرمنوں کے پہنچ جانے پر ٹس سے مس بھی نہیں ہوتے۔ خیال ہو کہ جرمن پیٹروگراڈ میں جس دن کہ اندر داخل ہو جائینگے۔

جرمنی بیڑہ۔ پیٹروگراڈ میں بیان کیا جاتا ہے کہ ۴۵ جہاز کا ایک جرمن بیڑہ ریوال کی طرف حرکت کر رہا ہو اور امید کیجاتی ہے کہ جرمن فنلینڈ میں بھی فوجیں اتار دینگے۔

روسی صلح پر راضی ہو گئے۔ لنڈن ۲۰ فروری ایک لاسلکی روسی سرکاری پیام ناقل ہو کہ روس نے صلح کے لئے جس مراسلت میں رضامندی کا اظہار کیا ہو اسکے وصول ہونے کی رسید جرمنی سے آگئی ہے۔

صلح کے متعلق جرمنی میں خوشی۔ لنڈن ۲۰ فروری امسٹرڈم پارلیمنٹ میں بیرن کول نے جب روسیوں کی طرف سے صلح کی خواہش کے اظہار کا اعلان کیا تمام ایوان ہر طرف سے نعرہ ہائے مسرت بلند ہوئے لیکن بیرن موصوف نے ارکان پارلیمنٹ کو متنبہ کیا کہ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ روس کے ساتھ صلح یقینی ہے صلح اسوقت ہوگی جب معاہدہ صلح پر دستخط ہو جائینگے۔

جرمنی کی شرائط صلح۔ لنڈن ۲۴ فروری جرمنی نے مندرجہ ذیل شرائط روس کے سامنے پیش کی ہیں۔

پہلی شرط۔ سب سے پہلے یہ امر طے ہو کہ روس اور جرمنی کے درمیان جنگ کا قطعی خاتمہ ہو گیا ہے۔

دوسری شرط۔ برلیسٹ لٹووسک کا مغربی علاقہ جو پہلے روس کے زیر اقتدار تھا۔ اب روسی حکومت کے زیر اثر نہ ہوگا۔ ڈونسک کے علاقہ کا خط کورلینڈ کی مشرقی سرحد تک بڑھا دیا جائے جرمنی اور آسٹریا ہنگری ان ممالک کے باشندوں کی قسمت کا فیصلہ کرینگے۔

تیسری شرط۔ لوونیا استھونیا سے روسی فوجیں فوراً ہٹائی جائیں اور لال گارڈ فوج بھی ہٹا لیجائے اور ان مقامات پر جرمن پولیس مقرر کی جائیگی جبتک کہ پورے طور پر ان علاقوں کی ضمانت دے دیجائے۔

چوتھی شرط۔ روس یوکرین سے صلح کرے اور یوکرین اور فن لینڈ کا علاقہ خالی کرے۔

پانچویں شرط۔ روس اپنی طرف سے پوری کوشش کریگا کہ بغیر کسی حیل وحجت کے مشرقی اناطولیہ کی سرحد ٹرکی کے حوالہ کرے۔

چھٹی شرط۔ تمام روسی فوج کو منتشر کر دیا جائے۔

ساتویں شرط۔ روسی بیڑا جسمیں ہمارے جہاز بھی شامل ہیں اسوقت تک روسی بندرگاہوں میں پڑے رہیں جبتک ایک عام صلح نہ ہو جائے اور یا انہیں بے ہتھیار کر دیا جائے

آٹھویں شرط۔ روسی اور جرمن تجارتی عہد نامہ جو ۱۹۰۴ء میں ہوا تھا۔ جس کی رو سے نہایت آزادی کے ساتھ غلہ کی آمد و برآمد جاری رکھی جا سکتی ہے اسے بالائے طاق رکھکر ایک نیا تجارتی عہدنامہ کیا جائے۔

نویں شرط۔ قانونی اور سیاسی تعلقات اسی طرح بحال رہینگے جیسے کہ پہلے جرمنی اور روس کے درمیان تھے۔

دسویں شرط۔ روس اس بات کا اقرار کرے کہ اتحاد اربعہ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریگا۔

گیارہویں شرط۔ یہ تجاویز ۴۸ گھنٹوں کے اندر مان لیجائیں اور روسی وکیل مطلق تین دن کے اندر برلیسٹ لٹووسک میں آکر دستخط ثبت کر دیں اور ہفتہ عشرہ کے اندر ان کی تصدیق ہو جائے۔

روس کا تسلیم ختم ہو گیا۔ ایک روس لاسلکی سرکاری اعلان مظہر ہے کہ لینن اور ٹراٹسکی نے دستخط کر کے یہ عہدنامہ برلن بھیجدیا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ روس جرمنی کی تجاویز صلح کو منظور کرتا ہے اور بہت جلد برلیسٹ لٹووسک میں اپنے وکلائے مطلق کو بھیجتا ہے۔

لنڈن ۲۳ فروری۔ پیٹروگراڈ۔ سوویٹوں کی مرکزی انتظامی کمیٹی نے ۱۲۶ ووٹوں کی بنا پر تجاویز صلح کو تسلیم کر لیا ۲۵ رائیں مخالف تھیں۔

حالات فلسطین

انگریزی افواج کی پیشقدمی۔ لنڈن ۲۰ فروری فلسطین کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ہمنے کل صبح بیت المقدس کے مشرق کی جانب ۱۵ میل کے محاذ پر حملہ کیا اور دو میل کے اوسط عرض میں اپنی پیشقدمی کے تمام مقاصد حاصل کر لیے

لنڈن ۲۱ فروری۔ فلسطین کا ایک اعلان ناقل ہو کہ یوروشلم کے مشرق میں ہماری پیشقدمی پھر جاری ہوئی باوجود موسلا دھار مینہ دشوار گذار زمین اور دشمن کی شدید مزاحمت کے ہم آٹھ میل کے محاذ میں ساڑھے تین میل بڑھکر جریکو سے چار میل کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ اسی کے ساتھ اس سڑک سے مغرب کی جانب جو بیت المقدس سے نابلوس کو جاتی ہو ہم چار میل کے محاذ پر ایک میل بڑھے۔

متفرق

چین میں زلزلہ۔ لنڈن ۲۰ فروری۔ ہانگ کانگ سے اطلاع ملی ہے کہ شہر سواٹو میں بھونچال کی وجہ سے تمام عمارتیں بالکل تباہ ہو گئی ہیں اور دو ہزار جانوں کا نقصان ہوا۔

چین میں طاعون۔ پیکن کا ایک تار مظہر ہے کہ طاعون پیکنگ میں رونما ہوا ہے اور پیکن اور تینتسن میں مہلک طور پر بڑھ رہا ہے اموات کثرت سے وقوع میں آ رہی ہیں

آبدوزوں کی جنگ۔ لنڈن ۲۱ فروری فرانسیسی جہاز جو بندرگاہوں میں آئے ہیں انکی تعداد ۱۰۷۰ اور جو روانہ ہوئے انکی تعداد ۱۰۱۹ ہے کوئی جہاز غرق نہیں ہوا تین جہازوں پر حملہ